فہرست

فہرست	فتویٰ نمبر
عقائد	
بیماری و شفاء دونوں اللہ کی طرف سے ہیں	1301
مسلمانوں کو آخرت میں اللہ پاک کا دیدار	1302
جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان	1303
امام مہدی پیدا ہو چکے یا ہوں گے؟	1304
دنیا کی ہر زبان الہامی ہے	1305
مباہلہ کی تعریف و وضاحت	1306
لیغفرلک ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی وضاحت	1307
پیٹ میں مرنے والا بچہ والدین کی شفاعت	1308
براہ راست چینل پر مرید ہونے کا حکم	1309
حافظ قرآن کتنے لوگوں کی شفاعت کرے گا	1310
ضروریات اہلسنت کا مطلب و مفہوم	1311
شیطان کے متعلق چند مشہور باتیں	1312
ہائے پر بھوائے جگناتہ یہ جملہ کہنے کا حکم	1313
غیر مسلم کے ساتھ حلال کھانا کھانے کا حکم	1314
سوریا نمسکار یعنی جوگا کرنے کا حکم	1315
جادو میں اثر اور اس کے توڑ کا حکم	1316
فرض و واجب کی اقسام	1317

فہرست

فہرست

فہرست	فتویٰ نمبر
مستحق بہن بھائی کو منت کے پیسے دینے کا حکم	1386
پیشاب یا خون ٹیسٹ کے سیمپل پر نام لکھنے کا حکم	1387
غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا پینا	1388
متفرقات	
کعبہ پر پہلی نظر کے وقت دعا	1389
میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ	1390
ریاکاری کی سوچ ختم کرنے کا ایک وظیفہ	1391
میت کو کندھا دینے کا سنت طریقہ و فضیلت	1392
قبرستان کی جگہ مسجد میں شامل کرنا	1393
گھر سے نکلتے وقت الٹا پاؤں پہلے نکالنا	1394
ڈائنا سور (dinosaur) کا وجود	1395
گھریلو صدقہ بکس کے پیسوں کا مصرف	1396
امام اعظم علیہ الرحمہ کی نگاہ بصیرت	1397
استغفار کے چند فوائد	1398
حلالہ کا شرعی طریقہ	1399
حجامہ کی تعریف و حکم	1400

عقائد

1301

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

بیماری و شفاء دونوں اللہ کی طرف سے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک علامہ صاحب کہہ رہے تھے کہ اے اللہ تو ہی بیماری بھیجتا ہے اور تو ہی شفاء دیتا ہے ایسا کہنا کیسا؟

User ID: مہر رضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ شرعا ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ عقیدہ یہی ہے کہ بیماری و شفاء اللہ جل شانہ کے حکم سے ہی آتی ہیں البتہ ادب یہی ہے کہ بیماری کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف نہ کی جائے اور شفاء کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کی جائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی طرف اور شفاء کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف فرمائی۔ قرآن مجید میں ہے: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

(القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت 80)

اس کے تحت تفسیر صراط الجنان میں خازن کے حوالے سے ہے: یہاں حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ادب کی وجہ سے بیماری کو اپنی طرف اور شفاء کو اللہ تعالی کی طرف منسوب فرمایا اگرچہ بیماری اور شفا دونوں اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہیں۔ (خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳ / ۳۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف اور خوبی و بہتری کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنی چاہیے۔

(تفسیر صراط الجنان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳ /)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مسلمانوں کو آخرت میں اللہ کا دیدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا بندوں کو آخرت میں اللہ پاک کا دیدار ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

User ID: غلام مجتبیٰ

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ آخرت میں مومنین کو اللہ پاک کا دیدار ہو گا، یہی اہلِ سنت کا عقیدہ ہے اور اس پر قرآن و حدیث اور اجماع کے کثیر دلائل قائم ہیں اور یہ دیدار کسی کیفیت اور جہت کے بغیر ہو گا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ترجمہ: کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔

(القرآن، پارہ ۲۹، سورۃ القیامۃ آیت ۲۲۔۲۳)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: "عنقریب تم اپنے رب عزوجل کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور اسے دیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہ کرو گے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر، ۱ / ۲۰۳، الحدیث: ۵۵۴)

فقہ اکبر میں ہے: واللہ یری فی الآخرۃ، ویراہ المؤمنون وھم فی الجنۃ بأعین رؤوسھم ترجمہ: اور اللہ پاک کا آخرت میں دیدار کیا جائے گا اور مؤمنین جنت میں اپنی سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کو دیکھیں گے۔

("الفقہ الاکبر"، صفحہ 83)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 18 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1303

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا جس کا کوئی پیر نہیں ہوتا اس کا پیر شیطان ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: سجاد بھٹی راجپوت

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هدایة الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جس کا کوئی پیر و مرشد نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے کہ جب انسان کو راہ ہدایت پر چلانے والا، سیدھی راہ دکھانے والا، رہنمائی کرنے والا مرشد ہی نہیں ہوگا تو ایسا انسان شیطان کے جال میں جلد پھنسے گا اور شیطان اسے برے راستے پر چلائے گا اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ جس کا کوئی پیر نہیں ہوتا اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ سیدی امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ہاں اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے، ایک یہ کہ بے پیرا فلاح نہ پائے گا، حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ، عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں: سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لایفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔ بے پیر کا پیر شیطان ہے عوارف شریف میں ہے: روی عن ابی یزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انہ قال من لم یکن لہ استاد فامامہ الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہے جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 495، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 16 دسمبر 2023ء

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کربلا میں موجود تھے اب قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے تو سوال یہ ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے یا پیدا ہو چکے ہیں؟

User ID:الموت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اِس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے اور حسنی، حسینی سید ہوں گے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی حتّٰی کہ عرب کا بادشاہ ایک شخص بنے گا۔ جو مجھ سے یا میرے گھر والوں سے ہے اُس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وزیادتیوں سے بھری تھی۔

(ابوداود، ج4، ص144، حدیث:4282،4283 ملخصاً)

اس کے تحت مرآۃ المناجیح میں ہے: حضرت سیّدُنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام عبدُاللہ ہوگا جیسا کہ حدیثِ پاک میں اشارہ ہے۔ اس حدیثِ پاک سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہوئی کہ حضرت امام مہدی ابھی پیدا نہیں ہوئے بلکہ پیدا ہوں گے نیز ان کے والد کا نام عبدُاللہ ہوگا نہ کہ امام حسن عسکری۔

(مراۃ المناجیح، ج7، ص266 ملخصاً)

اسی میں ہے: امام مہدی والد کی طرف سے حَسَنی سیّد ہوں گے، والدہ کی طرف سے حُسینی، آپ کے اُصول (یعنی ماں، دادی، نانی وغیرہ اُوپر تک) میں کوئی والدہ حضرت عباس کی اولاد سے ہوں گی لہٰذا آپ حسنی بھی ہوں گے حسینی بھی اور عباسی بھی۔ اس میں اُن لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ محمد ابنِ حسن عسکری "امام مہدی" ہیں وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں کیونکہ وہ حسینی سیّد ہیں حسنی نہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج7، ص274 ملخصاً)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

28 جمادی الاخریٰ 1444ھ/ 15 دسمبر 2023ء

دنیا کی ہر زبان الہامی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا دنیا میں بولی جانے والی ساری زبانیں الہامی ہیں ؟ کیا ہر زبان کا ادب لازمی ہے ؟

User ID: آدم علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ دنیا میں بولی جانے والی ہر زبان الہامی ہے لہذا ہر زبان کا ادب کرنا چاہیے۔ فیضان بسم اللہ کتاب میں ہے : اُردو ہو یا سندھی، اِنگریزی ہو یا ہِندی دنیا کی ہر زَبان میں لکھے گئے مقدس ناموں کا ادب کرنا چاہیے بلکہ دنیا کی ہر زَبان کے حُرُوفِ تَہَجِّی کا ادَب کرنا چاہئے انہیں زمین یا کوڑے میں پھینکنا ادب کے خلاف ہے کیوں کہ صاحبِ تفسیرِ صاوِی شریف کے قول کے مطابق دنیا میں بولی جانے والی تمام زبانیں اِلہامی ہیں۔ لہذا ان کو ٹھنڈا کر دینے ہی میں عافیت ہے۔ اللہ پاک اِس ادب کا آپ کو ضرور صلہ عطا فرمائے گا۔

(تفسیر صاوی، 1 / 30، فیضانِ بسم اللہ، ص 121 ملتقطاً)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

28 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 15 دسمبر 2023ء

1306

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مباہلہ کی تعریف اور وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مباہلہ کرنے سے کیا مراد ہے؟

User ID: نعمان عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دو مد مقابل افراد آپس میں یوں دعا کریں کہ اگر تم حق پر اور میں باطل ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے ہلاک کرے اور اگر میں حق پر اور تم باطل پر ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ پھر یہی بات دوسرا فریق بھی کہے یہ مباہلہ کہلاتا ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ- ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ترجمہ: پھر اے حبیب! تمہارے پاس علم آجانے کے بعد جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں تو تم ان سے فرمادو: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو (مقابلے میں) بلا لیتے ہیں پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں۔ (اٰل عمران، الآیۃ ٦١) اس کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: مباہلہ کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ دو مد مقابل افراد آپس میں یوں دعا کریں کہ اگر تم حق پر اور میں باطل ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے ہلاک کرے اور اگر میں حق پر اور تم باطل پر ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ پھر یہی بات دوسرا فریق بھی کہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مناظرہ سے اوپر درجہ مباہلہ کا ہے یعنی مخالفِ دین کے ساتھ بد دعا کرنی۔ دوسرے یہ کہ مباہلہ دین کے یقینی مسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مسائل میں لہٰذا اسلام کی حقانیت پر تو مباہلہ ہو سکتا ہے۔ حنفی شافعی اختلافی مسائل میں نہیں۔

(تفسیر صراط الجنان، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ٦١، ١)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

28 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 15 دسمبر 2023ء

1307

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

لیغفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر،، کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں ایک جگہ اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ نے آپکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے ہیں تو یہاں گناہ بخشنے کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ گناہ تو ممکن ہی نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID:عبدالغفور

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ آیت کا یہ معنی ومفہوم نہیں جو سوال میں بیان کیا گیا ہے بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! اللہ پاک تمہارے صدقے تمہارے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ اس سے پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ ”ہم نے آپ کے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا“ اور اس آیت سے فتح کا فیصلہ فرما دینے کی عِلّت بیان کی جارہی ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم نے آپ کے لئے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے آپ کے اپنوں کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور آپ کی بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے آیتِ مبارکہ کے اس حصے سے متعلق فتاویٰ رضویہ میں بہت تفصیل سے کلام فرمایا ہے، اس میں سے ایک جز کا خلاصہ یہ ہے کہ ”سورۂ فتح کی اس آیت کریمہ میں موجود لفظ ”لَكَ“ میں لام تعلیل کا ہے اور ”مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ“ سے مراد ”تمہارے اگلوں کے گناہ“ ہے اور اگلوں سے میری مراد سیّدنا عبداللہ اور سیّدتنا آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا سے لے کر نسبِ کریم کی انتہاء تک تمام آبائے کرام اور اُمہاتِ طیّبات مراد ہیں، البتہ ان میں سے جو انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں جیسے حضرت آدم، شیث، نوح، خلیل اور اسماعیل عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، اور ”مَا تَاَخَّرَ“ سے مراد ”تمہارے پچھلے“ یعنی ”قیامت تک تمہارے اہلِ بیت اور امتِ مرحومہ“ مراد ہے، تو آیتِ کریمہ کا حاصل یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے فتحِ مبین فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے بخش دے تم سے تعلق رکھنے والے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ (فتاوی رضویہ، ۲۹ / ۴۰۱، ملخصاً)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

28 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 15 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

پیٹ میں مرنے والا بچہ والدین کی شفاعت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ جو بچے ماں کے پیٹ میں فوت ہو جاتے ہیں کیا وہ قیامت کے دن والدین کی بخشش کا ذریعہ بنیں گے؟

User ID: رفاقت محمود رانجھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں اس طرح کی بشارتیں موجود ہیں کہ کچہ بچہ (دوران حمل چار ماہ یا اس کے بعد مرنے والا) اپنے والدین کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر داخل ہو گا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے: عن علی، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن السقط لیراغم ربہ إذا ادخل ابویہ النار، فیقال: ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویك الجنۃ فیجرھما بسررہ حتی یدخلھما الجنۃ ترجمہ: مولی علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ساقط بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا، جب وہ اس کے والدین کو جہنم میں ڈالے گا، تو کہا جائے گا: رب سے جھگڑنے والے ساقط بچے! اپنے والدین کو جنت میں داخل کر، وہ ان دونوں کو اپنی ناف سے کھینچے گا یہاں تک کہ جنت میں لے جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ، حدیث 1608)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 دسمبر 2023ء

1309

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

براہ راست چینل پر مرید ہونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ چینل پر بیعت ہونا کس دلیل سے ثابت ہے؟ جیسے مدنی چینل پر امیر اہلسنت بیعت کرتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟

User ID:سید محمد جنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ بیعت کے لیے پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری نہیں براہ راست چینل یا کال یا خط وغیرہ پر بھی بیعت ہو سکتی ہے کیونکہ کتب فقہ میں صراحت ہے کہ بندہ نُمائندے یا خط کے ذَریعے مرید ہو سکتا ہے تو ٹیلی فون اور لاؤڈ اسپیکر یا براہ راست چینل پر تو بدرجہ اولی بیعت ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "بذریعۂ قاصد (نمائندہ) یا خط مرید ہو سکتا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد26، صفحہ 585، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

17 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 31 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنا ہے کہ حافظ قرآن سات رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا اس کی کیا حقیقت ہے؟

User ID: انصری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ حافظ قرآن کے متعلق مختلف بشارتیں مروی ہیں بعض روایات میں ہے کہ حافظ قرآن سات اور بعض روایات میں 10 افراد کی شفاعت کرے گا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے: عن علی بن أبی طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ القرآن وحفظه أدخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من أهل بيته، كلهم قد استوجب النار ترجمہ: سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اسے یاد کیا اللہ پاک اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس لوگوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی۔

("سنن ابن ماجہ"، أبواب السنۃ، باب فضل من تعلم القرآن وعلّمہ، الحدیث: ۲۱۶، ج۱، ص۱۴۱)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ضروریات اہل سنت کا کیا مطلب ہے اور یہ کون کونسے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: اظہر حسین

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ضروریات اہل سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کو ماننا ایک سنی کے لیے ضروری ہے اور اسکا انکار گمراہی ہے کیونکہ اس کے ہر مسئلہ پر کثیر احادیث موجود ہوتی ہیں۔ ضروریات اہل سنت ماہنامہ اشرفیہ کے فروری 2015 کے شمارے میں درج ذیل مذکور ہیں: ”ضروریات اہل سنت وجماعت کے مصادیق: خلفائے اربعہ علیہم الرضوان کی خلافت کا حق جاننا۔ ختنین (حضرت عثمان و علی) سے محبت کرنا۔ اجماع امت کی حجیت کو تسلیم کرنا۔ عذاب قبر حق ہے۔ سوال منکر و نکیر حق ہے۔ وزن اعمال حق ہے۔ معراج جسمانی کا حق جاننا۔ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر بنی) کو باقی صحابہ کرام سے افضل سمجھنا۔ موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، قرآن کو کلام الٰہی غیر مخلوق جاننا۔ تمام صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کا ادب کرنا ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا۔ اہل کبائر کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو ثابت کرنا۔ کرامات اولیا کا حق ہونا۔ گناہ کبیرہ کے سب اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا۔ تقلید شخصی کے وجوب کا اعتقاد رکھنا۔ تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھنا ، اصلح للعباد کو اللہ پر واجب نہ جاننا ، اہل قبلہ کی نماز جنازہ جائز سمجھنا۔ اللہ عزوجل کو جہت سے پاک ماننا۔ آخرت میں اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کے دیدار سے شرفیاب ہونا۔ سلطان اسلام کے خلاف خروج نہ کرنا۔ بندوں کے افعال کو اللہ کی مخلوق ماننا اللہ تعالیٰ کا جسم و جسمانیات سے مطلقا پاک ہونا۔ سواد اعظم کے اتباع کو رحمت اور اس میں اختلاف کو عذاب جاننا۔ حیات انبیا (ایک پل کے لیے موت طاری ہونے کے بعد ان کا باحیات ہونا)۔ اس پر ایمان رکھنا کہ اولیائے کرام کو انبیا ورسل کی وساطت سے کچھ علوم غیب حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بعض جزئیات کا علم بخشا ہے۔ امام عالی مقام کا کربلا میں بے گناہ شہید ہونا۔ یزید کا فاسق وفاجر ہونا۔ اشعری یا ماتریدی ہونا۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 9 جنوری 2024ء

شیطان کے متعلق چند مشہور باتیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ شیطان 80000 سال تک جنت کا خزانچی رہا۔ شیطان 80000 سال تک فرشتوں کا ساتھی رہا۔ شیطان 80000 سال تک مقربین کا سردار رہا۔ 14000 سال تک کعبہ کا طواف کرتا رہا۔ پہلے آسمان پر اس کا نام عابد تھا۔ دوسرے آسمان پر اس کا نام زاہد تھا۔ تیسرے آسمان پر اس کا نام عارف تھا۔ چوتھے آسمان پر اس کا نام ولی تھا۔ پانچویں آسمان پر اس کا نام حازن تھا۔ حضرت، جتنی باتیں مذکور ہیں یہ سب درست ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ بتفصیل جواب ارشاد فرمادیں۔

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شیطان کے متعلق جو باتیں پوچھی گئی ہیں اس کا بیان کتب میں کچھ یوں موجود ہے چنانچہ عجائب القرآن میں تفسیر صاوی کے حوالے سے منقول ہے: ”ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جو آگ سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن یہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ ملا جلا رہتا تھا اور دربارِ خداوندی میں بہت مقرب اور بڑے بڑے بلند درجات و مراتب سے سرفراز تھا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابلیس چالیس ہزار برس تک جنت کا خزانچی رہا اور اسّی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا اور بیس ہزار برس تک ملائکہ کو وعظ سناتا رہا اور تیس ہزار برس تک مقربین کا سردار رہا اور ایک ہزار برس تک روحانیین کی سرداری کے منصب پر رہا اور چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا اور پہلے آسمان میں اس کا نام عابد اور دوسرے آسمان میں زاہد، اور تیسرے آسمان میں عارف اور چوتھے آسمان میں ولی اور پانچویں آسمان میں تقی اور چھٹے آسمان میں خازن اور ساتویں آسمان میں عزازیل تھا اور لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل اور خاتمہ سے بے خبر تھا۔

(تفسیر صاوی، ج۱، ص۵۱، پ۱، البقرۃ: ۳۴، تفسیر جمل، ج۱، ص۶۰)

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، صفحہ 254)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 12 جنوری 2024ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ دو دوست آپس میں روزانہ جھگڑتے تھے ایک دن ان میں جھگڑنہ ہوا تو ایک نے دوسرے کو کہا "ہائے پر بھوائے جگناتہ" تو یہ جملہ بولنا کیسا؟

User ID:اقراء بلوچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اس جملے سے ہندو اپنے بتوں کو پکارتے ہیں اس لیے مسلمان کا یہ جملہ بولنا جائز نہیں۔ اگر ویسے ہی ہنسی مزاح میں یہ جملہ بولا جائے تو بھی یہ جملہ بولنا جائز نہیں بلکہ اگر بت کو مدد کے لیے پکارا تو کفر ہے۔ اللہ عزوجل کو بھی پر بھو نہیں کہہ سکتے۔ تفسیر نور العرفان میں ہے :"پر بھو اللہ تعالی کا نام نہیں اس لئے اللہ تعالی کو پر بھو کہنا منع ہے۔ جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ : سورہ اعراف کی مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:"رام یا پر بھو نہیں کہہ سکتے"۔

(نور العرفان، صفحہ 276)

فتاوی شارح بخاری میں ہے: ایشور وغیرہ خدا کو کہنا ہندوؤں کا عرف ہے۔ اگر کوئی اجنبی آدمی کسی کے سامنے یہ کہے ایشور چاہے تو یہ ہوگا تو سننے والا اسے ہندو سمجھے گا۔

(فتاوی شارح بخاری، جلد 1، صفحہ 173)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

5 رجب المرجب 1444ھ / 18 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

غیر مسلم کے ساتھ حلال کھانا کھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ غیر مسلم عیسائی وغیرہ کے ساتھ مل بیٹھ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا پینا کیسا ہے؟ کھانا مسلمان نے بنایا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: نعیم شہزاد

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلق رکھنا ان کے ساتھ مل بیٹھ کر کھانے کی شرعا اجازت نہیں چاہے کھانا حلال ہو اور مسلمان نے پکایا ہو کیونکہ غیر مسلموں سے تعلق رکھنا ایمان کی بربادی کا سبب ہے اور ہمیں غیر مسلموں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴿۶۸﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(القرآن، پارہ 7، سورۃ الانعام، آیت 68)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معظم ہے: "اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" ترجمہ: ان سے دُور رہو اور انھیں اپنے سے دُور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 9، حدیث 7)

فتاوی ہندیہ میں ہے: اَلْأَکْلُ مَعَ الْمَجُوسِیِّ وَمَعَ غَیْرِہِ مِنْ أَھْلِ الشِّرْکِ أَنَّہُ ھَلْ یَحِلُّ أَمْ لَا وَحُکِیَ عَنْ الْحَاکِمِ الْإِمَامِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْکَاتِبِ أَنَّہُ إنْ أُبْتُلِیَ بِہِ الْمُسْلِمُ مَرَّۃً أَوْ مَرَّتَیْنِ فَلَا بَأْسَ بِہِ وَأَمَّا الدَّوَامُ عَلَیْہِ فَیُکْرَہُ کَذَا فِی الْمُحِیطِ. ترجمہ: مجوسی کے ساتھ اور اس کے علاوہ اہل شرک کے ساتھ کھانا حلال ہے یا نہیں امام حاکم عبد الرحمن کاتب سے منقول ہے کہ جب مسلمان ایک یا دو مرتبہ اس میں مبتلاء ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں بہر حال اس پر ہیشگی مکروہ ہے ایسا ہی محیط میں ہے۔

(مجموعۃ من المؤلفین، الفتاوی الھندیۃ، جلد 5، صفحہ 347، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 رجب المرجب 1445ھ / 7 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1315

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوریا نمسکار یعنی یوگا کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ حضرت میرا سوال یہ ہے کہ کیا Surya namaskar یعنی یوگا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد کاشف

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ سوریہ اور نمسکار سنسکرت سے لیے گئے الفاظ ہیں۔ سوریہ کا معنی سورج، جبکہ نمسکار کا معنی سلامی دینا ہے، دونوں کو ملا کر بولا جائے، تو مطلب ہوگا سورج کو سلامی دینا۔ سوریہ نمسکار درحقیقت یوگا (ایک قسم کی جسمانی ورزش) کے دوران انجام دیا جانے والا ایک اہم عمل ہے، یعنی سوریہ نمسکار یوگا کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس میں یوگا کرنے والا مشرق کی جانب آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سورج کو سلامی پیش کرتا ہے۔ گویا ہندوستانی غیر مسلم مذہب کے مطابق یہ ایک طرح کی عبادت ہے اور یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس مذہب کے ماننے والوں کا یہ نظریہ ہے کہ سنسار کا پالن سورج کرتا ہے۔ جیسا کہ "ٹائم آف انڈیا" کی ایک رپورٹ میں کسی نے اس کی حقیقت واضح کرتے ہوئے لکھا تھا : Surya namaskar'' means: expressing gratitude of the Sun for sustaining life on the planet. یعنی: سوریہ نمسکار کا معنی سورج کو شکریہ ادا کرنا، اس لئے کہ وہ زمین پر زندگی کو برقرار رکھنے کا ضامن ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ سوریہ نمسکار ہندوستانی غیر مسلموں کی مذہبی روایت ہے، اور ایک طرح کی عبادت بھی۔ لہذا سوریہ نمسکار کرنا ناجائز و حرام اور باعتبار ظاہر کفر ہے۔ بی بی سی اردو نیوز کے پیج پر لکھا ہے : "سوریہ نمسکار" صبح کے وقت جھک کر سورج کو سلام کرنے کا ایک مقدس عمل ہے جو ہندو مذہب کا بھی ایک حصہ ہے اور کرتے وقت ہندوؤں کے مقدس لفظ اوم کا ورد کیا جاتا ہے۔ یہ عمل بطور یوگا بھی کیا جاتا ہے۔

https://www.bbc.com/urdu/india/2012/01/120111_muslim_surya_namaskar_sz.amp

(مذکورہ عبارت اس لنک پر دیکھی جا سکتی ہے)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 رجب المرجب 1445ھ / 7 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جادو میں اثر اور اس کے توڑ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا جادو سے بندش ہو سکتی ہے اور کیا اس کا توڑ ممکن ہے؟

User ID: نعیم شہزاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جادو کا ثبوت قرآن مجید سے ہے اور اس میں اثر بھی ہوتا ہے چاہے اس میں کفریہ کلمات ہوں اور اس کا توڑ روحانی کلمات، مقدس کلمات قرآنیہ کے ذریعے ہو سکتا ہے جب جادو میں اثر ہے تو مقدس کلمات قرآنیہ میں کیسے اثر نہیں ہو سکتا۔ تفسیر صراط الجنان میں ہے: مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اسباب کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت یعنی چاہنے کے تحت ہے۔ یعنی اللہ عزوجل چاہے تو ہی کوئی شے اثر کر سکتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو آگ جلا نہ سکے، پانی پیاس نہ بجھا سکے اور دوا شفا نہ دے سکے جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں۔ جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے۔ یونہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں، اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشنا خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

(صراط الجنان، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ 102)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُعَوَّذات (یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

(مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث، ص۱۲۰۵، الحدیث: ۵۰(۲۱۹۲))

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 رجب المرجب 1445ھ / 7 فروری 2024ء

فرض اور واجب کی اقسام

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فرض اور واجب کی کتنی اقسام ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: عزیر ظہیر

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فرض اور واجب کی اقسام مع تعریفات بیان کرتے ہوئے مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: فرض کی دو قسمیں ہیں اعتقادی و عملی **فرضِ اعتقادی:** جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اسکی فرضیت دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماعِ قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرضِ اعتقادی کو بلا عذرِ صحیح شَرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکبِ کبیرہ و مستحقِ عذابِ نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔ **فرضِ عملی:** وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظرِ مجتہد میں بحکمِ دلائل شَرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی۔ اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائلِ شَرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شَرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے۔ جیسے آئمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وُضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، حنفیہ کے نزدیک وُضو میں بسم اللہ کہنا اور نیّت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرضِ عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلّد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شَرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔ واجب بھی دو طرح کا ہے: **واجبِ اعتقادی:** وہ کہ دلیلِ ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرضِ عملی و واجبِ عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انھیں دو میں منحصر۔ **واجبِ عملی:** وہ واجبِ اعتقادی کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیلِ شَرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 285-286، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

25 رجب المرجب 1444ھ / 6 فروری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1318

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

مذاق میں خود کو کافر کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں کافر ہوں تو کیا حکم ہے؟

User ID: علی اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مذاق میں خود کو کافر کہنے سے بھی بندہ کافر ہو جائے گا کیونکہ مذاق میں خود کو کافر کہنا کفر کو ہلکا جاننا ہے جو کہ کفر ہے۔ درمختار میں ہے: وفي الفتح: من هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد. ترجمہ: اور فتح میں ہے جس نے کفریہ لفظ کے ساتھ مذاق کیا تو مرتد ہو گیا اگرچہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو ہلکا جاننے کی وجہ سے اور یہ عنادی کفر کی طرح ہے۔ (علاء الدين الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، صفحة 344، دار الكتب العلمية)

فتاوی ہندیہ میں ہے: و من اقر بالكفر في ما مضى طائعا ثم قال: عنيت به كذبا لا يصدقه القاضي ترجمہ: جو رضامندی سے زمانہ ماضی میں کسی کفر کا اقرار کرے پھر کہے کہ میں نے اس سے جھوٹ مراد لیا ہے تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔

(مجموعة من المؤلفين، الفتاوى الهندية، كتاب الاكراه، الباب الثاني فيما يحل... الخ، جلد 5، صفحه 48، دار الفكر)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جو بطور تمسخر اور ٹھٹے (ہنسی مذاق کے طور پر) کے کفر کریگا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 9، صفحہ 458، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 شعبان المعظم 1445ھ/13 فروری 2024ء

1319

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ہوئے اختلاف میں عوام کا بحث و مباحثہ کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان میں عوام الناس بحث و مباحثہ کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

User ID: محمد جواد عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جو اختلافات ہوئے ان میں باہم تقابل کرنا جائز نہیں سخت حرام ہے وہ سب ہمارے سروں کے تاج ہیں ایسی ابحاث میں پڑھنا ہی جائز نہیں۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ تمام صحابہ کرام اعلیٰ وادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگیں نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 1، صفحہ 256، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 شعبان المعظم 1445ھ / 15 فروری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

کسی مسلمان کو کافر کہنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی مسلمان کو کہنا کہ یہ بڑا کافر ہے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ بڑا خراب ہے اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

User ID: علی اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں اگر مسلمان جانتے ہوئے ایسا کہا تو ناجائز و حرام ہے البتہ یہ کفر نہیں اور اگر مسلمان کو کافر جانتے ہوئے کافر کہا تو یہ کفر ہے کہ اس میں دین اسلام کو کفر جاننا ہوا جو کہ کفر ہے۔ در مختار میں ہے: (وَعُزِّرَ الشَّاتِمُ (بِيَا كَافِرُ) وَهَلْ يَكْفُرُ إِنْ اعْتَقَدَ الْمُسْلِمَ كَافِرًا؟ نَعَمْ وَإِلَّا لَا بِهِ يُفْتَى شَرْحُ وَهْبَانِيَّةٍ، ترجمہ: اور اے کافر کہہ کر گالی دینے والے کو تعزیر ہو گی اور کیا وہ کافر ہو گا اگر وہ مسلمان کو کافر مانے؟ تو ہاں ورنہ نہیں۔ شرح وہبانیہ میں اسی پر فتویٰ ہے۔ اس کے تحت شامی میں ہے: الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى أَنَّهُ إِنْ أَرَادَ الشَّتْمَ وَلَا يَعْتَقِدُهُ كُفْرًا لَا يَكْفُرُ وَإِنْ اعْتَقَدَهُ كُفْرًا فَخَاطَبَهُ بِهَذَا بِنَاءً عَلَى اعْتِقَادِهِ أَنَّهُ كَافِرٌ يَكْفُرُ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا اعْتَقَدَ الْمُسْلِمَ كَافِرًا فَقَدْ اعْتَقَدَ دِينَ الْإِسْلَامِ كُفْرًا. ترجمہ: فتوی کے لیے مختار یہ ہے کہ اگر وہ اس سے گالی مراد لے اور وہ اسے کافر نہ سمجھتا ہو تو کافر نہیں ہو گا اور اگر وہ مسلمان کو کافر سمجھے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جب اس نے مسلمان کو کافر مانا تو اس نے دین اسلام کو کفر مانا۔

(الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی الجرح المجرد، جلد 4، صفحہ 69، دار الفکر، بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہو گا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اوسے (اسے) مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اوسے (اسے) کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دین اسلام کو کفر جاننا کفر ہے۔ ہاں اگر اوس (اس) شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے (کافر ہونے کا حکم لگ سکتا ہو) اور اوس (اس) نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہو گا۔

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 9، صفحہ 411، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 شعبان المعظم 1445ھ / 15 فروری 2024ء

طہارت

1321

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جن موزوں میں ٹخنے ننگے ہوتے ہیں ان پر مسح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

User ID: محمد شبران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ایسے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں، کیونکہ موزوں پر مسح کرنے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ موزے ایسے ہوں جن میں ٹخنے چھپ جائیں لہذا اگر ایسے موزے جن میں ٹخنے ننگے ہوں ان پر مسح نہیں کر سکتے۔ نور الایضاح میں ہے: ویشترط لجواز المسح علی الخفین سبعۃ شروط الأول لبسھما بعد غسل الرجلین و الثانی سترھما للکعبین ترجمہ: موزوں پر مسح جائز ہونے کی سات شرائط ہیں پہلی شرط موزے دونوں پاؤں دھو کر پہننا دوسری شرط موزوں کا ٹخنے چھپا لینا۔ (الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، صفحہ 56، المکتبۃ العصریہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں: (۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زِیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 367، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 6 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

شرمگاہ میں انگلی ڈالنے سے غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالنے سے اس پر غسل فرض ہو جائے گا؟

User ID: ناصر حیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ عورت کا اپنی شرمگاہ میں انگلی ڈالنا جائز نہیں کہ یہ مشت زنی ہے جو کہ جائز نہیں البتہ عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالنے سے غسل فرض نہیں ہو گا جب تک کہ عورت کو انزال نہ ہو جائے۔ اگر عورت کو انزال ہو گیا تو غسل فرض ہو جائے گا۔ نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے:

عشرۃ اشیاء لا یغتسل منھا۔۔إدخال إصبع ونحوہ فی أحد السبیلین ووطء بھیمۃ أو میتۃ من غیر إنزال ترجمہ: دس چیزیں جن سے غسل فرض نہیں ہوتا انگلی یا اس جیسی کوئی چیز دونوں شرمگاہوں میں سے کسی شرمگاہ میں ڈالنا اور جانور یا مردہ سے وطی کرنا بغیر انزال کے۔

(الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، صفحہ 44)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 18 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا برفباری والے پانی سے وضو وغسل ہو جائے گا؟

User ID:سید محمد جنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ برفباری والا پانی پاک اور غیر مستعمل ہو تو اس سے طہارت (وضو و غسل کرنا) حاصل کرنا بالکل جائز ہے وضو و غسل ہو جائے گا۔ نور الایضاح میں ہے: المیاہ التی یجوز التطھیر بھا سبعۃ میاہ ماء السماء وماء البحر وماء النھر وماء البئر وماء الثلج وماء البرد وماء العین یعنی: سات پانیوں سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے آسمان کا پانی اور سمندر کا پانی اور نہر کا پانی اور کنویں کا پانی اور برف اور اولوں کا پانی اور چشمے کا پانی۔

(الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، صفحہ 14، المکتبۃ العصریہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

17 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 31 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ چمڑے کے موزوں کے نیچے عام سوتی جرابیں پہنی ہوں تو کیا موزے پر مسح ہو جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سید محمد جنید:User ID

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ چمڑے کے موزوں کے نیچے سوتی جرابیں ہوں تو ایسی صورت میں بھی موزوں پر مسح کرنا درست ہے اس سے مسح ہو جائے گا۔ بحر الرائق میں ہے "فی غایة البیان من أن ما جاز المسح علیه إذا لم یکن بینه وبین الرجل حائل جاز المسح علیه إذا کان بینهما حائل کخف إذا کان تحته خف أو لفافة اھ۔۔۔۔ وقد وقع فی عصرنا بین فقهاء الروم بالروم کلام کثیر فی هذه المسألة فمنهم من تمسك بما فی فتاوی الشاذی وأفتی بمنع المسح علی الخف الذی تحته الکرباس ۔۔ ومنهم من أفتی بالجواز، وهو الحق لما قدمناه عن غایة البیان" ترجمہ: جس چیز پر مسح اس صورت میں جائز ہے کہ جب اس کے اور پاؤں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو تو اس چیز پر مسح اس صورت میں بھی درست ہے جب ان دونوں کے درمیان کوئی حائل ہو جیسے موزہ جب اس کے نیچے کوئی موزہ یا لفافہ ہو۔ اور ہمارے زمانے میں روم میں فقہاء روم کے درمیان اس مسئلے میں بہت زیادہ کلام واقع ہوا تو ان میں سے بعض نے اس سے دلیل پکڑی جو فتاوی الشاذی میں ہے اور اس موزے پر مسح کی ممانعت کا فتوی دیا جس کے نیچے سوتی کپڑا ہو اور ان میں سے کچھ نے جواز کا فتوی دیا اور یہی حق ہے اس وجہ سے جسے ہم نے غایۃ البیان کے حوالے سے پیچھے ذکر کیا ہے۔ (بحر الرائق، باب المسح علی الخفین، ج01، ص190، دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

19 جمادی الاخری 1444ھ/ 2 دسمبر 2023ء

1325

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنا ہے کہ مرد کا عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

User ID: محمد اویس صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مرد کا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر پانی مستعمل نہ ہو تو غسل یا وضو ہو جائے گا۔ ترمذی شریف میں ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یتوضا الرجل بفضل طھور المراۃ ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کو منع فرمایا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، الحدیث64)

فتاوی رضویہ میں ہے:" اقول والاقرب الی الصواب ان لانسخ ولا تحریم بل النھی للتنزیہ والفعل لبیان الجواز وھو الذی مشی علیہ القاری فی المرقاۃ نقلا عن السید جمال الدین الحنفی وبہ اجاب الشخ عبد الحق الدھلوی فی لمعات التنقیح ان النھی تنزیہ لاتحریم فلا منافاۃ یعنی: میں کہتا ہوں زیادہ صحیح بات یہ ہوگی کہ نہ تو نسخ ہے اور نہ ہی تحریم ہے بلکہ نہی محض تنزیہی ہے اور فعل بیان جواز کے لئے ہے ملا علی قاری نے بھی مرقاۃ میں سید جمال الدین حنفی سے یہی نقل کیا ہے اور لمعات التنقیح میں محدث عبد الحق دہلوی نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں تو کوئی منافاۃ نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد2، صفحہ 469، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

19 جمادی الاخری 1444ھ/ 2 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نماز کے بعد کلمہ کا ورد کرنا چند سالوں سے ہی اہل سنت میں رائج ہے کہ ماضی بھی یہ پڑھا جاتا تھا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: ساقی چوہدری

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ماضی میں بھی اس کا ثبوت ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ (سورۃ النساء، پارہ 05، آیت 103) اس آیت کے تحت ملا جیون رحمہ اللہ (المتوفی 1130ھ) لکھتے ہیں: ” وثالثها ان یکون معناها فاذا فرغتم من الصلوٰۃ مطلقا سواء کان صلوٰۃ الخوف، اولا، ویکون المقصود من امر الذکر ان لایغفل المؤمن عن ذکر اللہ تعالیٰ فی حال من الاحوال علیٰ ما قال الامام الزاهد عن ابن عباس ان اللہ تعالیٰ لم یفرض فریضة الاجعل لها حدا معلوما، سوی الذکر، فانه لم یجعل له حدا ینتهی الیه حیث قال ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ فی اللیل والنهار والبر والبحر، والسفر والحضر، والغناء والفقر، والصحة والسقم، والسر والعلانیة، وحینئذ یجوز ان یتمسك به علیٰ شرعیة كلمة التوحید عقیب الصلوٰۃ من غیر فاصل بشیٔ کما هوداب بعض المشائخ فی زماننا“ ترجمہ: تیسرا یہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو، خواہ کسی بھی نماز سے، وہ نماز خوف ہو یا نہیں۔ ذکر کا حکم دینے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کسی بھی حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہے۔ جیسا کہ امام زاہد نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ”اللہ تعالیٰ نے کوئی فرض ایسا نہیں بنایا جس کے لیے کوئی مقررہ حد نہ رکھی ہو، سوائے ذکر اللہ کے، کیونکہ اس کے لیے کوئی ایسی حد نہیں ہے، جہاں پر آکر یہ منتہی ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا ”اللہ کا ذکر اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے کرو۔ رات میں دن میں، خشکی میں، دریا میں، سفر میں، مالداری میں، محتاجی میں، صحت میں، بیماری میں، آہستہ، اعلانیہ۔ اس آیت سے نماز کے بعد کلمۂ توحید کے جواز پر بھی دلیل لائی جاسکتی ہے۔ کلمہ توحید پڑھا جاسکتا ہے، نماز سے فراغت کے ساتھ ساتھ جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مشائخ کا یہ طریقہ ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، صفحہ 290، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

22 جمادی الاخری 1444ھ / 5 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ رنگ کا کام کرنے والوں کے ہاتھوں میں دھونے کے باوجود کچھ نہ کچھ رنگ رہ جاتا ہے جو جما ہوتا ہے اس صورت میں وضو و غسل کا کیا حکم ہے؟

User ID: محمد عثمان عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کسی کا کام ہی رنگ والا ہو اور ہاتھوں پر رنگ وغیرہ لگتا رہتا ہے اور اسے اتارنا مشکل ہو تو اگرچہ تہہ جم جائے وضو و غسل درست ہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نِگہداشت واِحتیاط میں حَرَج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سُخت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے کوئے یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔

(بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 292، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

22 جمادی الاخری 1444ھ / 5 جنوری 2024ء

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہمبستری کے بعد غسل کب تک کیا جا سکتا ہے؟

User ID: حاجی اعجاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ غسل فرض ہونے کے بعد جتنا جلد ہو سکے غسل کر لینا چاہیے کیونکہ فرض غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز قضا ہو جائے ناجائز و حرام ہے اور حدیث میں ہے جس گھر میں جنبی (بے غسل) ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے لہذا بہتر یہی ہے کہ جلد از جلد غسل کر لیا جائے یا پھر وضو کر لے کیونکہ جنبی اگر وضو کر لے تو اب رحمت کے فرشتوں کے آنے کی رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا، گناہ گار ہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کر لے یا ہاتھ مونھ دھولے، کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے۔

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 225، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

22 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 جنوری 2024ء

1329

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ناپاکی کے ایام میں عورت قرآن کیسے پڑھائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک عورت قرآن پڑھاتی ہے اب ناپاکی کے ایام میں وہ کیسے قرآن پڑھائے گی؟

User ID:بنت حوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ قرآن پڑھانے والی کو حیض یا نفاس ہو تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے ہجے کر کے پڑھا سکتی ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

وَإِذَا حَاضَتْ الْمُعَلِّمَةُ فَيَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُعَلِّمَ الصِّبْيَانَ كَلِمَةً كَلِمَةً وَتَقْطَعُ بَيْنَ الْكَلِمَتَيْنِ وَلَا يُكْرَهُ لَهَا التَّهَجِّي بِالْقُرْآنِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. ترجمہ: معلمہ کو حیض ہوا تو وہ بچوں کو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور اس کے لیے قرآن کے ہجے کرنا مکروہ نہیں ایسا ہی محیط میں ہے۔

(مجموعۃ من المؤلفین، الفتاوی الھندیۃ، جلد 1، صفحہ 38، کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخری 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فرض غسل کے وقت بالوں کو گیلا کرنا کافی ہے یا بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا لازمی ہے؟

User ID:بنت حوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کہ بال گندھے نہ ہوں تو بالوں سمیت جڑ تک پانی پہنچانا فرض ہے چاہے مرد ہو یا عورت اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو مرد کے لیے بال کھول کر بالوں کی جڑوں سے نوک تک سارا پانی بہانا فرض ہے البتہ عورت کے لیے جڑوں تک پانی بہانا ضروری ہے بال کھولنا ضروری نہیں جبکہ کھولے بغیر پانی جڑوں تک پہنچ جائے ورنہ کھولنا ضروری ہو گا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 320، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فرض غسل کے لیے پانی گرم کرتے ہوئے اس میں بغیر دھوئے ہاتھ ڈال کر چیک کیا کہ کتنا گرم ہوا ہے پھر اس پانی سے وضو غسل کر لیا تو کیا حکم ہے ؟

User ID: بنت حوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ یہ پانی مستعمل ہو جائے گا اس سے وضو غسل نہیں کر سکتے کیونکہ بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو یا غسل میں دھو یا جاتا ہو بغیر دھوئے پانی میں پڑ گیا تو وہ پانی مستعمل ہو جائے گا اس سے وضو اور غسل نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر مستعمل پانی میں غیر مستعمل پانی اس سے زیادہ ملا دیا تو اب پانی قابل وضو غسل ہو جائے گا۔ اور اگر پاؤں دھو کر اترے تو پانی مستعمل نہیں ہو گا۔ بہار شریعت میں ہے: اگر بے وُضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دَہ در دَہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جِسْم کا کوئی بے دُھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دُھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حَرَج نہیں۔۔۔۔ پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اَور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زِیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 334، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخری 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مستعمل پانی کو وضو غسل کے قابل بنانے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ٹینکی میں بغیر دھلا ہاتھ ڈال دیا سارا پانی مستعمل ہو گیا تو اب اسے وضو غسل کے قابل کیسے کیا جائے؟

User ID: ارسلان عباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اس مستعمل پانی کو وضو غسل کے قابل بنانے کے لیے تین طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں ایک یہ کہ موٹر چلا دی جائے اور ٹینکی میں پانی بہنا شروع ہو جائے دوسری طرف سے پانی کھول دیں تو اب یہ پانی جاری پانی کے حکم میں ہو جائے گا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس مستعمل پانی میں غیر مستعمل پانی اس سے زیادہ ملا دیا جائے تو سارا پانی وضو و غسل کے قابل ہو جائے گا تیسرا یہ کہ ٹینکی بھر کر بہنا شروع ہو جائے اس طرح اس سے وضو غسل کر سکتے ہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وُضو یا غُسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زِیادہ ہے تو یہ وُضو اور غُسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا۔ پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زِیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ یوہیں ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ یوہیں ہر بہتی ہوئی چیز اپنی جنس یا پانی سے اُبال دینے سے پاک ہو جائے گی۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ2، صفحہ334، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ/6 جنوری 2024ء

1333

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا منی کی طرح ودی اور مذی کو بھی کھرچ کر کپڑا پاک کیا جاسکتا ہے؟

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مذی یا ودی کو کھرچ کر پاک نہیں کیا جاسکتا۔ کھرچ کر پاک کرنے کی اجازت صرف منی کے لئے ہے اور وہ بھی اس صورت میں ہے کہ جب منی خشک ہو اور کپڑے یا بدن کی اس جگہ پر پہلے سے پیشاب وغیرہ نجاست نہ لگی ہو اور اگر منی تر ہو یا اس مقام پر پہلے سے پیشاب وغیرہ نجاست لگی ہو یا وہ منی نہ ہو، بلکہ مذی یا ودی ہو، تو اسے شریعت مطہرہ کے بیان کردہ طریقوں میں سے کسی طریقہ کار کے مطابق پاک کرنا ہوگا۔ اور اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو جگہ ناپاک ہوئی، اس پر نل کھول کر اتنی دیر پانی سے دھویا جائے کہ نجاست کا اثر زائل ہونے کا یقین یا ظنِ غالب (غالب گمان) ہو جائے، تو وہ پاک ہو جائے گی۔ در مختار میں ہے" (ویطھر منی) أی: محلہ (یابس بفرک۔۔۔إن طھر رأس حشفۃ "ترجمہ: خشک منی کو رگڑنے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی بشرطیکہ حشفہ کا کنارہ پاک ہو۔

(الدر المختار، جلد1، صفحہ312، دار الفکر، بیروت)

رد المحتار میں ہے: " أن طھارۃ الثوب بالفرک إنما ھو فی المنی لا فی غیرہ بحر "ترجمہ: رگڑنے سے کپڑے پاک ہونے کا حکم صرف منی میں ہی ہے، اس کے علاوہ نجاستوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے، بحر۔

(رد المحتار علی الدر المختار، جلد1، صفحہ313، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ ملنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جست کر کے نکلی کہ اس موضع نجاست پر نہ گزری تو ملنے سے پاک ہو جائے گی۔۔۔ اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے، تو دھونے سے پاک ہوگا ملنا کافی نہیں۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ2، صفحہ401، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2رجب المرجب1444ھ/ 15 جنوری 2024ء

1334

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ناپاکی کی حالت میں آیت الکرسی پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد عثمان سلطانی

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جس پر غسل فرض ہو اس کا آیۃ الکرسی بنیت ثنا پڑھنا بالکل جائز ودرست ہے لیکن تلاوت کی نیت سے آیۃ الکرسی پڑھنا ناجائز و حرام ہے کیونکہ جس پر غسل فرض ہو اس کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا ناجائز و حرام ہے البتہ وہ آیات جو دعا و ثنا کے معنی پر مشتمل ہوں ، انہیں بنیت دعا و ثناء پڑھنا بالکل جائز و درست ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں : اگر قرآن کی آیت دُعا کی نیت سے یا تبرک کے لیے جیسے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یا خبرِ پریشان پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہا یا بہ نیتِ ثنا پوری سورۂ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں ھُوَاللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے آخر سورۃ تک پڑھیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیّت نہ ہو تو کچھ حَرَج نہیں۔ یوہیں تینوں قل بلا لفظ قل بہ نیتِ ثنا پڑھ سکتا ہے اور لفظِ قُل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بہ نیّت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا متعین ہے نیّت کو کچھ دخل نہیں۔ درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کر کے پڑھیں۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 326، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

5 رجب المرجب 1444ھ / 18 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ استنجاء کرتے وقت یا بھاری کام کرتے وقت اچانک منی نکل جائے تو کیا غسل فرض ہو گا؟ یا دھو لینا کافی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: علی عباس

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ پیشاب کرتے وقت یا بھاری کام کرتے ہوئے بغیر شہوت منی نکل جائے تو غسل فرض نہیں ہو گا البتہ کپڑے نجس ہو جائیں گے کہ منی نجاست غلیظہ ہے اور وضو ٹوٹ جائے گا لہذا کپڑے پاک کر کے انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اگر مَنی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شَہوت نکل آئیں تو غُسل واجب نہیں البتہ وُضو ٹوٹ جائے گا۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ 2، صفحہ 324، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

منی نجاست غلیظہ ہے اور نجاست غلیظہ کا حکم بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں: اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہو گی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیتِ اِستخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہو گئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

(بہار شریعت، جلد1 حصہ 2، صفحہ 392، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 رجب المرجب 1445ھ / 7 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ وضو یا غسل کرتے ہوئے اگر جسم سے جدا ہو کر پانی کے قطرے اس بالٹی میں گریں جس سے وضو یا غسل کر رہے ہیں تو کیا سارا پانی مستعمل ہو جائے گا؟

User ID: سید منہاج قادری عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر غیر مستعمل پانی میں ملنے والا مستعمل پانی کم ہے تو پانی وضو و غسل کے قابل ہے ورنہ نہیں کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ غیر مستعمل پانی میں اگر مستعمل پانی یا کچھ قطرے گر جائیں تو غالب کا اعتبار ہو گا اگر غیر مستعمل پانی زیادہ ہو اور مستعمل پانی کم ہو تو پانی وضو و غسل کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ نور الایضاح میں ہے: والغلبة في المائع الذي لا وصف له كالماء المستعمل وماء الورد المنقطع الرائحة تكون بالوزن فإن اختلط رطلان من الماء المستعمل برطل من المطلق لا يجوز به الوضوء وبعكسه جاز ترجمہ: اور وہ مائع چیزیں جن کا کوئی وصف نہیں ہوتا جیسے مستعمل پانی اور اس پھول کا پانی جس کی خوشبو ختم ہو گئی ہو ان میں غلبہ وزن کے ساتھ ہو گا پس اگر مستعمل پانی کے دو رطل مطلق پانی کے ایک رطل میں مل گئے تو اس سے وضو جائز نہیں اور اس کے الٹ میں جائز ہے۔ (الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، صفحة 16، المكتبة العصرية)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وُضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زِیادہ ہے تو یہ وُضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا۔ پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا۔
(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 334، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 شعبان المعظم 1445ھ / 13 فروری 2024ء

نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنا کیسا ہے؟ حدیث مبارکہ کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔

User ID: عثمان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ذکر کا یہ طریقہ بالکل درست ہے شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس کی فضیلت میں احادیث بھی مروی ہیں۔ جامع ترمذی میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من صلی الغداۃ فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تامۃ تامۃ تامۃ ترجمہ: جو نمازِ فجر باجماعت ادا کرے اور پھر ذکرُ اللہ کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے حج و عمرے کا ثواب ملے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا، پورا، پورا، (یعنی حج و عمرے کا پورا ثواب ملے گا) (ترمذی، 2 / 100، حدیث : 586)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 18 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

1338

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

نماز استسقا، کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نماز استسقا کا مکمل طریقہ کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: ناصر حیات

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نماز استسقاء کا مکمل طریقہ بیان کرتے ہوئے مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سَر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفّار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بُوڑھوں، بُڑھیوں بچوں کے توسّل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمھیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے، ''اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدّت سے عذاب کی بارش ہوتی۔'' اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیّا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰىکَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو مونھ کر کے دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست جانب آسمان (ہاتھوں کی الٹی طرف) رکھے۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ4، صفحہ498، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 18 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ کچھ لوگ دورانِ نماز اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں بعض اوقات چھت کی جانب بھی دیکھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: غلام مجتبیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ نماز کے دوران اِدھر اُدھر مکمل یا بعض چہرہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور بلا وجہ منہ پھیرے بغیر صرف آنکھوں کی پتلیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر کوئی عذر صحیح ہو تو کبھی کبھار دیکھ لیا تو حرج نہیں اور چھت کی جانب دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ دورانِ نماز آسمان کی طرف نگاہ کرنا مکروہ تحریمی و گناہ ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِدھر اُدھر مونھ (منہ) پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر مونھ (منہ) نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ 3، صفحہ 630، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 16 دسمبر 2023ء

1340

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نماز میں ناک کی ہڈی زمین پر جما کر رکھی جائے یا اٹھا کر رکھی جائے؟

User ID: صاغر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ سجدے میں پیشانی کا زمین پر جمنا فرض ہے اور ناک کی ہڈی کا جمنا واجب ہے پیشانی و ناک اچھی طرح جم گئے تو نماز ہو جائے گی اور اگر پیشانی نہ جمی تو نماز ہو گی ہی نہیں کہ سجدہ نہ ہوا اور اگر ناک کی ہڈی نہ جمی تو نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہو گا کہ واجب ترک ہوا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ والرضوان فتاوی امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ، سجدہ میں پیشانی کو زمین پر جمنا فرض ہے،اور ناک اس طرح جمایا کہ جو حصّہ ناک کا نرم ہے اس کے دبنے کے بعد ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے یہ واجب۔ اگر ناک کی نوک زمین سے چھو گئی اور ہڈی نہ لگی نماز واجب الاعادہ ہوئی۔ (فتاوی امجدیہ، جلد1، صفحہ84، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

28 جمادی الاخری 1444ھ / 15 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عینک لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

User ID:محمد اویس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ سجدے میں پیشانی کا زمین پر جمنا فرض ہے اور ناک کی ہڈی کا جمنا واجب ہے لہذا عینک پہن کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیشانی وناک اچھی طرح جم گئے تو نماز ہو جائے گی اور اگر پیشانی نہ جمی تو نماز ہو گی ہی نہیں کہ سجدہ نہ ہوا اور اگر ناک کی ہڈی نہ جمی تو نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہو گا کہ واجب ترک ہوا لہذا بہتر ہے کہ نماز سے پہلے عینک اتار دی جائے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: سجدہ میں پیشانی کو زمین پر جمنا فرض ہے، اور ناک اس طرح جمایا کہ جو حصّہ ناک کا نرم ہے اس کے دبنے کے بعد ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے یہ واجب۔ اگر ناک کی نوک زمین سے چھو گئی اور ہڈی نہ لگی نماز واجب الاعادہ ہوئی۔

(فتاوی امجدیہ، جلد1، صفحہ84، مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

17 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 31 دسمبر 2023ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہم سفر میں تھے مسجد میں جماعت کا وقت تھا لیکن گاڑی چھوٹنے کے خوف سے اپنی نماز پڑھ کر نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

User ID: سید محمد جنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ دوران سفر گاڑی نکلنے کا خوف ہو تو جماعت واجب نہیں ہوتی کیونکہ یہ جماعت چھوڑنے کا عذر ہے لہذا جماعت سے نماز پڑھے بغیر اپنی پڑھ کر نکل گئے تو گنہگار نہیں ہوں گے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: (1) مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو (2) اپاہج (3) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو (4) جس پر فالج گرا ہو (5) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو (6) اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے (7) سخت بارش (8) شدید کیچڑ کا حائل ہونا (9) سخت سردی (10) سخت تاریکی (11) رات میں آندھی (12) مال یا کھانے کا تلف ہونے کا اندیشہ ہو (13) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے (14) ظالم کا خوف (15) پاخانہ (16) پیشاب (17) ریاح کی حاجت شدید ہے (18) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو (19) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو (20) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کے لئے عذر ہیں۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 583-584، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

17 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 31 دسمبر 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ؟

User ID: سید محمد جنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ ان دونوں کے درمیان کی کوئی سورت نہ چھوڑے کہ درمیان کی سورت چھوڑ کر دو سورتیں پڑھنا مکروہ ہے البتہ فرض نمازوں میں بہتر یہی ہے کہ ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے۔ شامی میں ہے: " الاولی ان لا یفعل فی الفرض، ولو فعل لا یکرہ الا ان یترک بینھما سورۃ او اکثر " ترجمہ: بہتر یہ ہے کہ فرض میں ایسا نہ کرے (یعنی ایک رکعت میں دو سورتیں نہ پڑھے) اور اگر ایسا کیا تب بھی مکروہ نہیں مگر یہ کہ ان دونوں کے درمیان ایک یا چند سورتیں چھوڑ دے۔

(حاشیہ ابن عابدین، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، جلد 02، صفحہ 330، المکتبۃ الفیصل، الھند)

بہار شریعت میں ہے: " فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔ "

(بہار شریعت، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، جلد 01، حصہ 03، صفحہ 549، المدینۃ العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

19 جمادی الاخری 1444ھ / 2 دسمبر 2023ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی کے ذمے قضا نمازیں ہوں وہ تہجد نماز ادا کرے تو کیا اسے تہجد کا ثواب ملے گا؟

User ID: آمنہ آیاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں لہذا نماز تہجد بھی پڑھے اور قضا نمازیں بھی جلد سے جلد ادا کرے تو تہجد کا ثواب بھی پائے گا ورنہ نہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ شامی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 711، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخری 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھتے ہوئے تکیہ وغیرہ پر سجدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک بوڑھی خاتون سجدہ نہیں کر سکتیں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے آگے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کرتی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اس طرح آگے تکیہ وغیرہ پر سجدہ کرنا فضول عمل ہے اور اگر تکیے پر سجدہ کرنے کی صورت میں رکوع کی بنسبت کم جھکے تو نماز ہی نہیں ہوگی ورنہ نماز تو ہو جائے گی البتہ آگے اس طرح تکیہ وغیرہ رکھ کر سجدہ نہ کیا جائے بلکہ اشارے سے نماز ادا کی جائے کیونکہ جب بندہ قیام، رکوع، سجود سے عاجز آجائے تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے کرے اور رکوع میں کم جھکے اور سجدے میں رکوع کی بنسبت زیادہ جھکے یہی اشارہ اس کے لیے رکوع و سجود کی طرف سے کفایت کرے گا۔ فتاوی ھندیہ میں ہے: وإن عجز عن القیام والرکوع والسجود وقدر علی القعود یصلی قاعدا بإیماء ویجعل السجود أخفض من الرکوع ترجمہ: اور اگر بندہ کھڑا ہونے اور رکوع اور سجدہ کرنے سے عاجز آجائے اور بیٹھنے پر قادر ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کو رکوع سے پست کرے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، جلد 1، صفحہ 136، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخری 1444ھ/ 6 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

1346

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کچھ لو جمعہ والے دن لیٹ آتے ہیں اور پہلی صف میں جانے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

User ID: محمد نعمان راشد جنجوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جانا، جائز نہیں حدیث مبارکہ یں اس کی وعید مروی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جھنم، یعنی: جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنالیا۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی النھی عن تخطی الناس یوم الجمعۃ، صفحہ 79، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ چہارم، صفحہ 768، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

27 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 10 جنوری 2024ء

برائے ایصالِ ثواب:
چوہدری لال حسین
وزوجہ مرحوم
محمد اکرم مرحوم۔

1347

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی سنت ہے؟

User ID:موسی انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے۔ لہٰذا یہ وضو شروع کرنے سے پہلے ہی کی جائے۔ فتاوی رضویہ میں ہے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”بالجملہ: بحکم متون و احادیث اظہر، وہی مختار بدائع و زیلعی و حلیہ ہے کہ مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے، ہاں سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں تغیر ہو، اس تحقیق پر جبکہ مسواک وضو کی سنت ہے مگر وضو میں نہیں بلکہ اس سے پہلے ہے تو جو پانی کہ مسواک میں صرف ہوگا اس حساب سے خارج ہے۔ سنت یہ ہے کہ مسواک کرنے سے پہلے دھولی جائے اور فراغ کے بعد دھو کر رکھی جائے اور کم از کم اوپر کے دانتوں اور نیچے کے دانتوں میں تین تین بار تین پانیوں سے کی جائے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد1، صفحہ838، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”مِسواک نماز کے لیے سنت نہیں بلکہ وُضو کے لیے، تو جو ایک وُضو سے چند نمازیں پڑھے، اس سے ہر نماز کے لیے مِسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تغیّر رائحہ نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لیے مستقل سنت ہے البتہ اگر وُضو میں مِسواک نہ کی تھی تو اب نماز کے وقت کر لے۔“ (بہار شریعت، جلد1، حصہ2، صفحہ298، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

27 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 10 جنوری 2024ء

برائے ایصالِ ثواب:
چوہدری لال حسین
و زوجہ مرحوم
محمد اکرم مرحوم۔

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز تہجد کے فضائل

سوال: علمائے دین و مفتیان شرع متین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ نماز تہجد کے چند فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر دیں؟

User ID: محمد نعمان راشد جنجوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نماز تہجد صلاۃ اللیل ہی کی قسم ہے اور صلاۃ اللیل کے بہت فضائل مروی ہیں۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کے اوصاف میں ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ (القرآن، سورۃ الفرقان، آیت 64)

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ترجمۂ کنز الایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔ (القرآن، سورۃ السجدہ، آیت 16)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم و افضل الصلاۃ بعد الفریضۃ صلاۃ اللیل یعنی: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ پاک کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔"

(صحیح مسلم، حدیث 2755)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

27 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 10 جنوری 2024ء

برائے ایصالِ ثواب:
چوہدری لال حسین
وزوجہ مرحوم
محمد اکرم مرحوم۔

تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ تشہد سے پہلے اگر بسم اللہ پڑھ لی تو کیا حکم ہے۔

User ID: Hafiz Mohsin Aziz

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ تشہد سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ تنزیہی ہو گی۔ مسئلے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ تشہد پڑھنا نماز کے واجبات میں سے ہے اور احناف کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل و اولی ہے، واجب نہیں۔ ان الفاظ پر کمی بیشی کرنا مکروہ تنزیہی و ممنوع ہے۔ پوری بسم اللہ شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی ابتدا میں موجود ہے۔ مصنف ابن عبد الرزاق میں ہے: عبد الرزاق عن ابن جریج قال: اخبرنی ابن طاؤس عن ابیہ انہ کان یقول فی التشھد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، التحیات المبارکات، و الصلوات الطیبات للہ، السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ، قال طاؤس فی التشھد: کان یعلم کما یعلم القرآن یعنی: عبد الرزاق، ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے طاؤس کے بیٹے نے، اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ وہ تشہد میں یہ کہا کرتے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، التحیات المبارکات، و الصلوات الطیبات للہ، السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ تشہد سے متعلق طاوس نے یہ بھی فرمایا کہ جیسے قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے، اسی طرح تشہد کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔"

(مصنف ابن عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 133، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

27 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 10 جنوری 2024ء

برائے ایصالِ ثواب:
چوہدری لال حسین
و زوجہ مرحوم
محمد اکرم مرحوم۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سردی کی وجہ سے جو گرم ٹوپی پہنتے ہیں اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس سے سجدہ ہو جائے گا؟ کیونکہ ٹوپی پیشانی پر بھی ہوتی ہے۔

User ID: احسان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ایسی ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے ہوئے پیشانی اچھی طرح جم گئی تو نماز ہو جائے گی اور اگر پیشانی نہ جمی تو نماز ہو گی ہی نہیں کہ سجدہ نہ ہوا کیونکہ سجدے میں پیشانی کا زمین پر جمنا فرض ہے اور ناک کی ہڈی کا جمنا واجب ہے اگر پیشانی جم بھی جائے تو بہتر یہی ہے کہ پیشانی پر کوئی چیز نہ ہو کیونکہ دوران سجدہ بلا عذر پیشانی چھپائے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال (چاول کا بھس) بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہو گی۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، صفحہ 518 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 519، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

در مختار میں ہے: یکرہ تنزیھا بکور عمامتہ الا بعذر ترجمہ: عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے مگر جب کوئی عذر ہو۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 500، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 رجب المرجب 1444ھ / 15 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عشاء کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھی گئیں پھر بقیہ نماز بھی پڑھ لی صبح امام صاحب نے کہ رات کو نماز نہیں ہوئی سب قضا کر لیجیے گا تو قضا کرنے میں صرف فرض پڑھے جائیں یا وتر بھی؟

User ID: آمنہ آیاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ آپ پر صرف فرضوں کی قضا لازم ہے وتروں کی قضا لازم نہیں کیونکہ وتر ادا ہو گئے اگرچہ عشا اور وتروں میں باہم ترتیب فرض ہے لیکن بھول کر وتر فرضوں سے پہلے پڑھ لیے یا بعد میں معلوم ہو کہ فرض نماز نہیں ہوئی تو وتر لوٹانے کی حاجت نہیں۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ لَا لِأَنَّ وَقْتَ الْوِتْرِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى لَوْ صَلَّى الْوِتْرَ قَبْلَ الْعِشَاءِ نَاسِيًا أَوْ صَلَّاهُمَا فَظَهَرَ فَسَادُ الْعِشَاءِ دُونَ الْوِتْرِ فَإِنَّهُ يَصِحُّ الْوِتْرُ وَيُعِيدُ الْعِشَاءَ وَحْدَهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -؛ لِأَنَّ التَّرْتِيبَ يَسْقُطُ بِمِثْلِ هَذَا الْعُذْرِ. ترجمہ: اور وتر کو عشا پر مقدم نہیں کیا جائے گا ترتیب لازم ہونے کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وتر کا وقت داخل نہیں یہاں تک کہ اگر بھولے سے وتر عشا سے پہلے پڑھے یا وتر اور فرض پڑھے پھر عشا کا فاسد ہونا ظاہر ہو گیا نہ کہ وتر کا تو وتر درست ہو جائیں گے اور وہ صرف عشا کا اعادہ کرے گا امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک کیونکہ اس عذر کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الاول، جلد 1، صفحہ 51،)

بہار شریعت میں ہے: اگرچہ عشا و وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 455، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 رجب المرجب 1445ھ / 10 فروری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز کے بعد کپڑوں پر نجاست دیکھی تو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نماز کے بعد دیکھا تو کپڑے پر نجاست تھی تو اب کیا حکم ہے وہ نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا نہیں؟

User ID: نعیم شہزاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مذکورہ شخص کو جبکہ نجاست لگنے کے وقت کا یقینی طور پر معلوم نہیں تو اس کی نماز ہو گئی۔ اس کی اعادے کی حاجت نہیں کیونکہ شرعی اصول کے مطابق اگر کسی نے اپنے کپڑوں پر نجاست دیکھی تو کسی نماز کا اعادہ نہیں کرے گا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جس وقت اس نے نماز پڑھی تھی اس وقت بھی کپڑوں کو لگی ہوئی تھی۔ ردالمحتار، البحرالرائق شرح کنزالدقائق، بدائع الصنائع، محیط رضوی، الجوہرۃ النیرۃ، النہرالفائق شرح کنزالدقائق وغیرہ کتب معتبرہ میں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ ہے "واللفظ للاول: وفی السراج: لو وجد فی ثوبه نجاسة مغلظة أكثر من قدر الدرهم ولم يعلم بالإصابة لم يعد شيئا بالإجماع وهو الأصح. اهـ. قلت: وهذا يشمل الدم، فيقتضي أن الأصح عدم الإعادة مطلقا تأمل" ترجمہ: اور سراج میں ہے کہ اگر کسی نے اپنے کپڑوں پر درہم کی مقدار سے زائد نجاست مغلظہ پائی اور یہ نہیں جانتا کہ کب سے لگی ہے تو بالاجماع کسی شی کا اعادہ نہیں کرے گا اور یہ اصح ہے۔ (علامہ شامی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ بات خون لگنے کو بھی شامل ہے پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ مطلقا اعادے کا نہ ہونا اصح ہے۔ غور و فکر کرو۔

(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 220، مطبوعہ بیروت)

محیط برہانی میں ہے: "وإن رأى لا يعيد حتى يتيقن أنه صلى وهو فيه، هذا إذا كان ثوباً يلبسه بنفسه، وإن كان الثوب قد يلبسه غيره، فالنطفة والدم في ذلك سواء لا يلزمه الإعادة حتى يتيقن بوقت الإصابة، رطباً كان أو يابساً" ترجمہ: اور اگر اس نے اپنے کپڑوں پر نجاست دیکھی تو کسی نماز کا اعادہ نہیں کرے گا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جس وقت اس نے نماز پڑھی تھی اس وقت بھی کپڑوں کو لگی ہوئی تھی۔ اور اگر وہ کپڑا اس کے علاوہ بھی کوئی پہنتا ہے تو منی اور خون اس معاملے میں برابر ہیں کہ کسی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہو گا حتی کہ اس کے لگنے کے وقت کا یقین ہو جائے، منی یا خون تر ہو خواہ خشک ہو۔

(محیط برہانی، الفصل الرابع عشر فیمن یصلی، جلد 1، صفحہ 480، مطبوعہ بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 رجب المرجب 1445ھ / 10 فروری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1353

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ امام صاحب نماز میں لحن جلی کرتے ہیں کہ حروف کو دیگر حروف سے بدل دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز ہونے یا نہ ہونے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ رہنمائی فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد کاشف

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ قرآن پاک میں لحن جلی حرام ہے اور نماز میں ایسی لحن جلی کرنے والے کی اقتداء جائز نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: (وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا) ترجمہ کنز الایمان: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: "رعایتِ وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تا بہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔" (خزائن العرفان، پارہ 29، سورہ مزمل، آیت 4)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "اللحن حرام بلا خلاف" ترجمہ: لحن (قرآن پاک میں غلطی) بالاتفاق حرام ہے۔

(فتاوی ھندیہ، جلد 5، صفحہ 317، بیروت)

امام اہلِ سنت اعلی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے نماز میں لحن جلی کرنے والے امام کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جواباً تحریر فرمایا: اُسے امام بنانا ہر گز جائز نہیں اور نماز اس کے پیچھے نادرست ہے کہ اگر وہ شخص ح کے ادا پر بالفعل قادر ہے اور باوجود اس کے اپنی بے خیالی یا بے پروائی سے کلمات مذکورہ میں ھ پڑھتا ہے۔ تو خود اس کی نماز فاسد و باطل، اوروں کی اسکے پیچھے کیا ہو سکے، اور اگر بالفعل ح پر قادر نہیں اور سیکھنے پر جان لڑا کر کوشش نہ کی تو بھی خود اس کی نماز محض اکارت، اور اس کے پیچھے ہر شخص کی باطل، اور اگر ایک ناکافی زمانہ تک کوشش کر چکا پھر چھوڑ دی جب بھی خود اس کی نماز پڑھی بے پڑھی سب ایک سی، اور اُس کے صدقے میں سب کی گئی، اور اگر برابر حد درجہ کی کوشش کئے جاتا ہے مگر کسی طرح ح نہیں نکلتی تو اس کا حکم مثل اُمی کے ہے کہ اگر کسی صحیح پڑھنے والے کے پیچھے نماز مل سکے اور اقتداء نہ کرے بلکہ تنہا پڑھے تو بھی اسکی نماز باطل، پھر امام ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 253-254، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

25 رجب المرجب 1445ھ / 6 فروری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

گھر میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گھر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

User ID: علی عباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ہر عاقل، بالغ، جماعت پر قادر مسلمان پر مسجد کی جماعت واجب ہے جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ ہے اور اگر جماعت ترک کرنے کی عادت بنالے تو ایسا شخص فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔ البتہ گھر میں ادا کی تو اسکی نماز ناقص ہے کہ جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور واجب ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوا البتہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عاقل، بالغ، حر (آزاد) قادر جماعت پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گیا گر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

(بہار شریعت، جلد1، حصہ 3، صفحہ 586، مکتبۃ المدینہ کراچی)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر (۱) تراویح و (۲) تحیۃ المسجد اور (۳) واپسی سفر کے دو نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور (۴) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور (۵) طواف کی دو رکعتیں کہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھیں اور (۶) معتکف کے نوافل اور (۷) سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور (۸) اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔

(بہار شریعت جلد1، حصہ 4، صفحہ 671، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 رجب المرجب 1445ھ / 7 فروری 2024ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ التحیات میں انگلی اٹھانے کا طریقہ کیا ہے؟

حافظ گل زمان:User ID

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ تشہد میں شہادت پر انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے وہ اس طرح کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلیں، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھیں اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائیں اور اِلَّا پر رکھ دیں اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلیں۔ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ اللہ القوی نماز کی سنتوں کے بیان میں فرماتے ہیں: شہادت پر اشارہ کرنا (سنت ہے)، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلے۔ حدیث میں ہے جس کو ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 534، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

25 رجب المرجب 1444ھ / 6 فروری 2024ء

1356

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ شرٹ پر جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو اور اسے کسی چادر وغیرہ کے ذریعے چھپا دیا جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

User ID:محی الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے البتہ اگر تصویر کو کسی کپڑے سے چھپا دیا تو اب نماز مکروہ نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسا لباس پہن کر نماز نہ پڑھی جائے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بہار شریعت میں در مختار کے حوالے سے لکھا ہے: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو، مگر کپڑوں سے چھپی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو، یا آگے، پیچھے، دہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 632، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

25 رجب المرجب 1444ھ / 6 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

1357

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی مسبوق (یعنی جس کی ایک رکعت یا زئد رکعت فوت ہو گئی) امام کے ساتھ شامل ہوا اور امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا۔ پھر امام نے ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا تو اگر مسبوق نے بھی ایک طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا، تو اس پر کیا حکم لگے گا؟ نماز ہو جائے گی؟ یا پھر نماز سے باہر ہو جائے گا؟ اگر نماز سے باہر ہو جائے گا تو بعد فرض جو نمازیں ادا کیں کیا وہ دوبارہ پڑھنی پڑھے گی۔

User ID: علی اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر مسبوق نے قصداً (جان بوجھ کر) یا اپنی جہالت میں امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ اب سرے سے فرائض وسنن پڑھنا لازم ہے، البتہ وتر کا اعادہ نہیں۔ ہاں، اگر بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیرا، تو اس کی نماز ہو جائے گی، اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوگا۔ واضح رہے! یہ حکم سجدہ سہو کے لیے پھیرے جانے والے سلام کے حوالے سے ہے۔ اگر مسبوق نے نماز مکمل کرنے کے لیے پھیرے جانے والے امام صاحب کے آخری سلام میں ان کے بعد بھولے سے سلام پھیر لیا، تو اس صورت میں مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہوگا، جسے وہ اپنی بقیہ نماز کے آخر میں کرے گا۔ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”مسبوق سلام سے مطلقاً ممنوع وعاجز ہے، جب تک فوت شدہ رکعات ادا نہ کرلے۔ امام سجدہ سہو سے قبل یا بعد جو سلام پھیرتا ہے، اس میں اگر قصداً اس نے شرکت کی، تو اس کی نماز جاتی رہے گی کہ یہ سلام عمدی اس کے خلال نماز میں واقع ہوا۔ ہاں، اگر سہواً پھیرا تو نماز نہ جائے گی، لکونه ذکراً من وجه، فلا يجعل كلاماً من غير قصد، وإن كان العمد والخطأ والسهو كل ذلك في الكلام سواء، كما حققه علماءنا رحمهم الله تعالى. (یعنی کیونکہ یہ من وجہ ذکر ہے، لہٰذا اسے بغیر قصد کا کلام قرار نہ دیا جائے گا۔ اگرچہ کلام میں عمد، خطا اور سہو برابر ہیں جیسا کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تحقیق کی ہے۔) بلکہ وہ سلام جو امام نے سجدہ سہو سے پہلے کیا اگر مسبوق نے سہواً امام سے پہلے، خواہ ساتھ، خواہ بعد پھیرا، یا وہ سلام جو امام نے سجدہ سہو کے بعد یا بلا سجدہ سہو غرض بالکل ختم نماز پر کیا، اگر مسبوق نے سہواً امام سے پہلے یا معاً بلا وقفہ اس کے ساتھ پھیرا، تو ان صورتوں میں مسبوق پر سہو بھی لازم نہ ہوا، کہ وہ ہنوز مقتدی ہے اور مقتدی پر اس کے سہو کے سبب سجدہ لازم نہیں۔ ہاں، یہ سلامِ اخیر اگر امام کے بعد پھیرا، تو اس پر سجدہ اگرچہ کر چکا ہو دوبارہ لازم آیا، کہ اپنی آخر نماز میں کرے گا، اس لیے کہ اب یہ منفرد ہو چکا تھا۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 8، صفحہ 187، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 شعبان المعظم 1445ھ / 15 فروری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

1358

فقہی مسائل گروپ

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

بچوں کو نماز کا حکم دینے میں شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بچوں کی عمر کے لحاظ سے ان کو نماز کا حکم دینے کا کیا انداز ہونا چاہیے ؟انہیں نماز کے لیے مار سکتے ہیں یا نہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID:محمد جواد عطاری

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے اسے سختی سے نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال کا ہو تو اسے مار کر نماز پڑھنے کا کہا جائے ہاں مارنے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ضرب شدید یعنی سخت مار نہ ہو جس سے جسم پر نشان وغیرہ پڑھیں یا چہرے وغیرہ نازک اعضاء پر بھی نہیں مار سکتے۔ ابو داود نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ." ترجمہ: جب تمھارے بچّے سات برس کے ہوں، تو اُنھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں، تو مار کر پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ کر دو۔ ("سنن أبي داود"، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، الحدیث: ۴۹۵، ج ۱، ص ۲۰۸)

بہار شریعت میں ہے: بچّہ کی جب سات برس کی عمر ہو، تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے، تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔ (بہار شریعت، جلد1، حصہ 3، صفحہ 447، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 شعبان المعظم 1445ھ / 15 فروری 2024ء

نکاح و طلاق

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہمبستری کی دعا کیا ہے؟ کچھ لوگ تعجب سے کہتے ہیں کہ کیا ہمبستری کی بھی کوئی دعا ہوتی ہے؟

User ID: محمد آصف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ہمبستری کے لیے بیوی کے پاس جانے سے پہلے حدیث مبارکہ میں دعا وارد ہے یہ دعا پڑھ کر بیوی سے جماع کرنے سے ہونے والا بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ، قَالَ : بِاسْمِ اللهِ ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ . ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے تو کہے ”اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو تو (اس جماع کے نتیجے میں) ہمیں عطا فرمائے۔“ یہ دعا پڑھنے کے بعد (جماع کرنے سے) میاں بیوی کو جو اولاد ملے گی اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(صحیح البخاری، حدیث 141)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 16 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر نکاح ہو جائے اور رخصتی نہیں ہوئی ہو تو لڑکی کے اخراجات لڑکے پر ہوں گے یا لڑکی کے والدین پر؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: علی بھائی

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ بالغہ عورت نکاح ہو جانے کے بعد اگر رخصتی سے پہلے نفقہ کا مطالبہ نہیں کرتی تو اس کو نفقہ نہ دینے کی وجہ سے شوہر گنہگار نہیں گویا اس صورت میں وہ اپنا حق خود چھوڑ رہی ہے جس طرح شوہر کی طرف سے اسے گھر لے جانے کا مطالبہ نہ ہونے کی صورت میں عورت اگر اپنے گھر میں رہتی ہے تو وہ گنہگار نہیں۔ اور اگر بالغہ عورت نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی سے پہلے نفقہ کا مطالبہ کرے تو اس کی متعدد صورتیں ہیں، ذیل میں ہر صورت کو اس کے حکم کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ (1) بالغہ عورت سے نکاح ہوا اور اس نے نفقہ کا مطالبہ کر دیا جبکہ شوہر نے ابھی اسے اپنے گھر پر لے جانے کا نہیں کہا، نفقہ شوہر پر لازم ہے۔ (2) شوہر نے اسے اپنے گھر پر لے جانے کا کہا لیکن عورت نے انکار نہیں کیا، نفقہ شوہر پر لازم ہے۔ (3) عورت نے انکار کیا لیکن انکار ناحق نہیں مثلا کہتی ہے جب تک مہر معجل نہ دو گے، نہیں جاؤں گی، نفقہ شوہر پر لازم ہے۔ (مہر معجل وہ ہے جو خلوت سے پہلے دینا قرار پائے) (4) عورت نے انکار کیا اور انکار ناحق ہے مثلا مہر معجل تھا ہی نہیں یا تھا لیکن شوہر ادا کر چکا ہے یا عورت معاف کر چکی ہے، نفقہ شوہر پر لازم نہیں جب تک شوہر کے گھر نہ آجائے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 16 دسمبر 2023ء

1361

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ نکاح کرنا اور بیوی سے جماع نوافل کے برابر ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد راشد جمالی

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جب نکاح کے ذریعے نفس کشی ہو رہی ہو اور نگاہ کی حفاظت ہو تو نکاح اور اس کے حقوق میں مشغولیت نوافل سے اگرچہ افضل ہے البتہ نوافل کے بھی بہت فضائل مروی ہیں لہذا نکاح وغیرہ کے ساتھ نوافل کی عادت بھی بنانی چاہیے۔ فتاوی شامی میں ہے: قَالُوا إِنَّ الِاشْتِغَالَ بِهِ أَفْضَلُ مِنْ التَّخَلِّي لِنَوَافِلِ الْعِبَادَاتِ أَيْ الِاشْتِغَالُ بِهِ، وَمَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنْ الْقِيَامِ بِمَصَالِحِهِ، وَإِعْفَافِ النَّفْسِ عَنْ الْحَرَامِ وَتَرْبِيَةِ الْوَلَدِ وَنَحْوِ ذَلِكَ ترجمہ: فقہاء نے فرمایا کہ نکاح میں مشغولیت نفلی عبادات کے لیے الگ ہونے سے افضل ہے یعنی نکاح اور جس پر نکاح مشتمل ہے اس کے مصالح کے قیام میں سے اور نفس کو حرام سے بچانے اور اولاد کی تربیت اور اس جیسی چیزوں میں سے۔ (ابن عابدین، الدر المختار و حاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)، جلد 3، صفحہ 3، بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 7، صفحہ 6، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 شعبان المعظم 1445ھ/ 13 فروری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

طلاق کی کم از کم عدت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ طلاق کی کم از کم عدت کتنی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: علی اکبر

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ طلاق کی عدت تین حیض ہے۔ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے،اس بارے میں کثیر روایات مروی ہیں۔یونہی شرعی طور پر ایک حیض کے بعد دوسرا حیض کے درمیان طہر یعنی پاکی کے ایام ہونا ضروری ہے اور طہر کی کم از کم مدت 15 دن ہے اس طرح مختار قول کے مطابق طلاق کی کم سے کم عدت 60 دن ہے اور ایک قول کے مطابق 39 دن ہے۔ساٹھ دن عدت کی ایک صورت یوں کہ عدت کی ابتدا طہر سے ہو تو پندرہ دن اس کے، پھر حیض کے پانچ دن شمار کئے جائیں گے،اس طرح تین طہر کے کل پینتالیس دن ہوئے اور پندرہ دن تین حیض کے، یہ کل ساٹھ دن ہوئے۔دوسری ساٹھ دن کی صورت اس طرح کہ شوہر نے طہر کے آخر میں عورت کو طلاق دی تو تینوں حیض اکثر مدت دس دن کے اعتبار سے تیس دن کے،اسی طرح درمیان میں دو طہر پندرہ پندرہ دن کے، تو یہ کل ساٹھ دن ہوئے۔اب انتالیس دن عدت کی یوں ہو گی کہ طلاق طہر کے آخر میں ہو اور ہر حیض کم سے کم مدت تین دن کا ہو تو تین حیض کی کم سے کم مدت نو دن،اور درمیان میں ہر طہر پندرہ دن کا ہو تو یوں کل انتالیس دن ہوئے اب اتنی مدت گزرنے کے بعد عورت عدت ختم ہونے کا کہے تو اس کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا۔ طلاق کی عدت کے متعلق قرآن پاک میں ہے:﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (سورۃ البقرہ، سورۃ 2، صفحہ 228)

البنایۃ شرح الھدایۃ میں ہے "والمدۃ تصدح لثلاثۃ أقراء عند أبی حنیفۃ ستون یوما و عندھما تسعۃ وثلاثون یوما" ترجمہ: اور تین حیض کی مدت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ساٹھ ایام اور صاحبین کے ہاں انتالیس دن کی صلاحیت رکھتی ہے۔

(البنایۃ شرح الھدایۃ باب ثبوت النسب ج5 ص632 دار الکتب العلمیہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے :عورت کہتی ہے کہ عدت پوری ہو چکی اگر اتنا زمانہ گزرا ہے کہ پوری ہو سکتی ہے تو قسم کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہے اور اگر اتنا زمانہ نہیں گزرا تو نہیں۔ مہینوں سے عدت ہو جب تو ظاہر ہے کہ اُتنے دن گزرنے پر عدت ہو چکی اور حیض سے ہو تو آزاد عورت کے لیے کم از کم ساٹھ دن ہیں اور لونڈی کے لیے چالیس بلکہ ایک روایت میں حرہ کے لیے اُنتالیس دن کہ تین حیض کی اقل مدت نو دن ہے اور دو طہر کی تیس دن اور باندی کے لیے اکیس دن کہ دو حیض کے چھ دن اور ایک طہر درمیان کا پندرہ دن۔

(بہار شریعت، جلد2، حصہ 8، صفحہ 241، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

3 شعبان المعظم 1445ھ/14 فروری 2024ء

جائز و ناجائز

لڑکی کا نام حرم رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ لڑکی کا نام حرم رکھنا کیسا ہے؟

User ID: شیر جی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ حرم نام رکھنا جائز ہے شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ حرم کا معنی عزت و احترام کے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کے نام صحابہ وصحابیات، کے ناموں پر نام رکھے جائیں تاکہ اس نام کی برکت بچے میں شامل ہو جائے لہذا بچی کا نام فاطمہ ،زینب، عائشہ وغیرہ رکھ لیا جائے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنی نہیں یا اون (ان) کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ وتابعین و بزرگان دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ اون (ان) کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

(بہار شریعت، جلد3، حصہ 15، صفحہ 358، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 6 دسمبر 2023ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر بچہ پیدا ہو تو اس کے سر کے بال کاٹنا ضروری ہے کیا اور نہ کاٹیں تو کوئی مسئلہ تو نہیں؟ اور بال کاٹ لیے تو ان کے وزن کے برابر صدقہ کرنا ضروری ہے کیا؟ User ID: سیٹھ حامد ناصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن اس کا نام رکھنا اس کے بال کاٹنا اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرنا مستحب ہے کریں تو ثواب ہے نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ ترمذی میں ہے: سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اوس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اوس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔"

("جامع الترمذي"، كتاب الأضاحي، باب من العقيقة، الحديث: ۱۵۲۷، ج۳، ص۱۷۷۔)

جامع ترمذی میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ "اے فاطمہ اس کا سر مونڈا دو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو" ہم نے بالوں کو وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔

(جامع ترمذی، باب العقیقۃ بشاۃ، الحدیث: ۱۵۲۴، ص۱۷۵۔)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ساتویں دن اوس کا نام رکھا جائے اور اوس کا سر مونڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے۔ اور بالوں کو وزن کر کے اوتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

(بہار شریعت، جلد3، حصہ 15، صفحہ 357، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخری 1444ھ / 6 دسمبر 2023ء

1365

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ام ہانی نام رکھ سکتے ہیں کیا؟اور اس کا معنی بھی بتادیں۔

User ID:محمد ارمان قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ام ہانی دو الفاظ ''ام''اور ''ہانی''کا مجموعہ ہے جس کا معنی ہے''ہانی کی ماں''۔ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے اگرچہ کنیت ہے کیونکہ جو علم ''ام''یا ''اب''سے شروع ہو،وہ کنیت کہلاتا ہے لیکن اسے بطور نام رکھنا بھی جائز ودرست ہے کنیت کے بطور نام ہونے کے متعلق عمدۃ القاری میں ہے:'' كثير من الأسماء المصدرة بالأب أو الأم لم يقصد بها الكنية، وإنما يقصد بها إما العلم وإما اللقب ولا يقصد بها الكنية''ترجمہ :بہت سے نام ''اب،ام''سے شروع ہوتے ہیں لیکن ان سے کنیت مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس سے یا تو نام مقصود ہوتا ہے یا لقب،اس سے کنیت مراد نہیں ہوتی۔

(عمدۃ القاری، جلد22، صفحہ218،بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18جمادی الاخریٰ1444ھ/ 5دسمبر2023 ء

1366

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ظلم کرنے والے والدین کی نافرمانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر والدین بیٹے پر ظلم کرتے ہوں اور بیٹا والدین کی نافرمانی کرے تو کیا حکم ہے؟

User ID: محمد ارمان قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ والدین اگرچہ ظلم کرتے ہوں ان کی فرمانبرداری لازم ہے جب تک کہ وہ خلاف شرع حکم نہ دیں لہذا والدین کو پیار محبت کے ساتھ سمجھایا جائے نافرمانی کرنے کی اجازت نہیں۔ شعب الایمان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کی حالت میں صُبح کی تواُس کے لئے جنّت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کُھلتا ہے اور جس نے اِس حال میں صُبح کی کہ وہ اپنے والدَین کا نافرمان ہو تو اُس کے لئے جہنّم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر والدَین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کُھلتا ہے۔ ایک شخص نے عَرض کی: وَاِنْ ظَلَمَاهُ؟ اگرچہ وہ ظُلم کریں؟ اِرشاد فرمایا: اگرچہ ظُلم کریں، اگرچہ ظُلم کریں، اگرچہ ظُلم کریں۔

(شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، فصل فی حفظ اللسان... الخ، ۶/۲۰۶، حدیث: ۷۹۱۶)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کچھ لوگ سوشل میڈیا پر لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں اس کا کیا شرعی حکم ہے؟

User ID: مدینہ مدینہ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی ناجائز و حرام ہے اور ایسے شخص کے لیے حدیث پاک میں سخت وعیدیں آئی ہیں جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

ترجمہ: وہ شخص برباد ہو جو ایسی بات بیان کرتا ہے تاکہ اس سے لوگ ہنسیں لہٰذا وہ جھوٹ تک بول جاتا ہے ایسے شخص کے لئے بربادی ہو ایسے شخص کے لئے بربادی ہو۔ (جامع ترمذی، حدیث: 2315)

شعب الایمان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے زِیادہ ہے۔

(شعب الایمان، 4/213، حدیث: 4832)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

18 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 دسمبر 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

پوری رات مسجد کے مائیک پر شبینہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہمارے علاقے میں رات بھر مسجد کے مائیک پر قرآن پاک پڑھا جاتا ہے جسے شبینہ کہتے ہیں جس کی آواز پورے محلے کو سنائی دیتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID:علی بھائی

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مروجہ طریقے پر جو شبینہ پڑھا جاتا ہے یہ طریقہ درست بھی نہیں کیونکہ اس طرح مائیک پر تلاوت قرآن پاک کرنا کہ نمازیوں، یاسونے والوں، کو تکلیف پہنچے یا گھروں میں آواز جائے یالوگ کام کاج میں مصروف ہوں کہ تلاوت نہ سن سکیں وغیرہ وغیرہ تو یہ طریقہ درست نہیں ۔ سیدی امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: قرآن عظیم کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپ کو تکلیف یا کسی نمازی یاذاکر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار یا سرا یا عام سڑک ہو یالوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کے لئے حاضر نہ رہے گا ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 383، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد 1، حصہ 4، صفحہ 700 مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 16 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ختم خواجگان میں سورۃ فاتحہ، الم نشرح، سورۃ اخلاص سب مل کر اونچا، اونچا پڑھتے ہیں اس کا کیا شرعی حکم ہے؟

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اس طرح سب کا مل کر اونچی آواز میں سورتیں پڑھنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو اس کو خوب توجہ سے سننا فرض ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ یا تو سب آہستہ پڑھیں یا ہر قاری کے پاس کوئی سننے والا ہو اور ان میں باہم اتنا فاصلہ ہو کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہ بٹے یا پھر ایک پڑھے اور باقی سب سنیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے: اگر چند آدمی باآواز پڑھ رہے ہیں یوں ہی قاری کے پاس ایک یا چند مسلمان بغور سن رہے ہیں اور ان میں باہم اتنا فاصلہ ہے کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہیں بٹتا تو قول اوسع پر اس میں بھی حرج نہیں اور اگر کوئی سننے والا نہیں یا بعض کی تلاوت بعض اشخاص سن رہے ہیں بعض کی کوئی نہیں سنتا یا قریب آوازیں مختلف و مختلف ہیں کہ جدا جدا سننا میسر ہی نہ رہا تو یہ صورتیں بالاتفاق ناجائز و گناہ ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد 23، صفحہ 354، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہار شریعت جلد 1، حصہ 3، صفحہ 552، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ/ 6 جنوری 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

مزاروں پر پیسے دینے کی منت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی نے منت مانی کہ میرافلاں کام ہوگیاتو میں اتنے پیسے فلاں آستانے پر دوں گااب کام ہوگیاتو پیسے نہ دینے والے پر کیا حکم لگے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد داؤد قادری

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ مزار پر پیسے دینے کی منت شرعی منت نہیں کہ اسے پورا کرنا واجب ہو اور پورا نہ کرنے پر گناہ ہو کیونکہ ہر اس کام کی منت واجب ہوتی ہے جس کی قبیل سے کوئی فرض یاواجب ہو یہ ایسا کام نہیں جس کی قبیل سے کوئی فرض یاواجب ہو البتہ یہ اچھے کام کی منت ہے پورا کرلیں تو بہتر ہے اور اس کے لیے مزار پر ہی پیسے دیناضروری نہیں پیسے فقراء ومساکین میں تقسیم کردیں البتہ پیسے نہ بھی دیے تو گناہ نہیں ہوگا۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: فما کان من جنسہ عبادۃ أوجبھا اللہ تعالی صح نذرہ وإلا لا ترجمہ: توجس کی جنس سے کوئی ایسی عبادت کو جسے اللہ نے لازم کیاہے تواسکی نزر درست ہوگی وگرنہ نہیں۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء بہ، صفحہ 693، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مسجد میں چراغ جلانے یاطاق بھرنے (مسجد یامزار کے طاق میں چراغ جلاکر پھول وغیرہ چڑھانا) یافلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یاگیارھویں کی نیاز دِلانے یاغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتوشہ (کسی ولی یابزرگ کی فاتحہ کا کھاناجوعرس وغیرہ کے دن تقسیم کیاجاتاہے۔) یاشاہ عبدالحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتوشہ کرنے یاحضرت جلال بخاری کاکونڈاکرنے یامحرم کی نیاز یاشربت یاسبیل لگانے یامیلاد شریف کرنے کی منّت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھاہے۔ہاں البتہ اس کاخیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اوسکے ساتھ نہ ملائے۔

(بہار شریعت، منت کابیان، جلد2، حصہ 9، صفحہ 320، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23جمادی الاخریٰ1444ھ/6 جنوری2024ء

1371

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

گھر میں پیدا ہونے والے پھلوں پر عشر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنا ہے کہ گھر میں جو پھل دار پودے پے پھل لگتے ہیں کیا ان پر بھی عشر لازم ہے؟

User ID:اختر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ گھر میں ہونے والی پیداوار پر عشر لازم نہیں ہوتا لہذا گھر میں جو پھل وغیرہ پیدا ہوں ان میں عشر لازم نہیں۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”ولاشیء فی دار“ ترجمہ: اور گھر میں ہونے والی پیداوار پر عشر واجب نہیں ہے۔ اس کے تحت فتاوی شامی میں ہے: ”لان عمر رضی اللہ عنہ جعل المساکن عفوا و علیہ اجماع الصحابۃ“ ترجمہ: کیونکہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رہائش گاہوں کو (عشر کے بارے میں) معاف رکھا اور اس پر صحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 3، صفحہ 320، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

19 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 2 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1372

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

گانا گانے اور سننے کی وعیدیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا گانا سننے کے متعلق قرآن و حدیث میں وعیدیں آئی ہیں ؟

User ID:اختر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ گانا سننے کے متعلق قرآن و حدیث میں وعیدیں مروی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ﳓ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًاؕ-اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: اس آیت میں ''لَهْوَ الْحَدِیْثِ'' سے متعلق ممتاز مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے۔ (صراط الجنان، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ 6)

سنن ابی داؤد و شعب الایمان میں ہے: '' الغناء ینبت النفاق فی القلب، کما ینبت الماء الزرع'' ترجمہ: گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے، جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ (شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 108، مطبوعہ ریاض)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جو شخص گانا سننے کے لئے کسی باندی کے پاس بیٹھا، اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔ (ابن عساکر، حرف المیم، ۶۰۶۴- محمد بن ابراھیم ابو بکر الصوری، ۵۱ / ۲۶۳)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

20 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 3 دسمبر 2023ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت سے کسی عالم دین کا استقبال کرنا کیسا ہے؟

User ID: ارمان رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ محافل میں کسی صحیح العقیدہ غیر فاسق عالم کی آمد پر نعرہ تکبیر ورسالت وغیرہ بلند کرنا اگر خوشی اور جوش و جذبے کے اظہار کے طور پر ہو تو جائز ہے۔ اگر کسی کا اس نعرہ سے مقصد خوشی و جوش جذبہ نہ ہو بلکہ اعلان کرنا ہو تاکہ لوگوں کو آمد کا پتہ چل جائے اور وہ اس کے لیے راستہ چھوڑ دیں، تو یہ ناجائز ہوگا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے میں آمد ہوئی تو انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشی وجوش میں نعرہ تکبیر بلند کیا چنانچہ الطبقات الکبری میں ہے "فلما أحرقتهم الشمس رجعوا إلى بيوتهم فإذا رجل من اليهود يصيح على أطم بأعلى صوته يا بني قيلة هذا صاحبكم قد جاء. فخرجوا فإذا رسول الله وأصحابه الثلاثة فسمعت الرجة في بني عمرو بن عوف والتكبير وتلبس المسلمون السلاح" ترجمہ: توجب انصار کو سورج کی گرمی پہنچی تو وہ اپنے گھروں کو لوٹ گئے پس اسی وقت ایک یہودی نے ٹیلے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ اے قیلہ والو! تمہارے محترم صاحب آچکے ہیں تو وہ اپنے گھروں سے نکلے تو دیکھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم اور ان کے تین صحابہ تشریف لاتے تھے تو بنی عمرو بن عوف میں نعرہ تکبیر کی گونج سنی گئی اور مسلمان اسلحہ پہن کر استقبال کے لئے آگئے۔

(الطبقات الکبری، جلد1، صفحہ 180، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ردالمحتار میں ہے" (قوله وحراما إلخ) الظاهر أن المراد به كراهة التحريم، لما في كراهية الفتاوى الهندية إذا فتح التاجر الثوب فسبح الله تعالى أو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم يريد به إعلام المشتري جودة ثوبه فذلك مكروه۔۔۔ يمنع إذا قدم واحد من العظماء إلى مجلس فسبح أو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إعلاما بقدومه حتى يفرج له الناس أو يقوموا له يأثم. اه۔" ترجمہ: صاحب در مختار کا حرام فرمانا، ظاہر ہے کہ اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ فتاویٰ ہندیہ میں کراہیت کے باب میں ہے کہ جب تاجر کپڑا کھولے اور اللہ عزوجل کی تسبیح اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اس مقصد کے لیے پڑھے کہ خریدنے والے پر کپڑے کی عمدگی ظاہر ہو تو یہ مکروہ ہے۔ منع ہے کہ جب کوئی معزز شخصیت مجلس میں آئے تو اس کے لیے تسبیح یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے تاکہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو اور لوگ اس کے لیے راستہ چھوڑیں اور کھڑے ہوں، تو وہ گناہگار ہوگا۔

(ردالمحتار، باب صفۃ الصلوٰۃ، فروع قرأ بالفارسیۃ أو التوراۃ أو الانجیل، جلد1، صفحہ 518، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

20 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 3 دسمبر 2023ء

1374

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عورت کے لیے سر کے بال کاٹنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورت بال کٹوا سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID:ساقی چوہدری

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ عورت کو بال کاٹنے سے بچنا چاہیے البتہ اگر بال بہت لمبے ہو جائیں تو عورت کا کندھوں سے نیچے نیچے تک بال کٹوانا شرعاً جائز ہے کندھوں سے اوپر تک بال کٹوانا ناجائز و حرام ہے کیونکہ کندھوں سے اوپر تک بال کٹوانے میں مردوں سے مشابہت ہے جو کہ جائز نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں اور ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں چنانچہ بخاری شریف میں ہے: "عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء، والمتشبھات من النساء بالرجال"

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، جلد2 صفحہ 874، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

20 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 3 دسمبر 2023ء

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

1375

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی ظالم کے لیے بددعا کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: حاجی اعجاز

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ظالم اگر ایسا ہے کہ اس سے توبہ اور ترکِ ظلم کی امید نہ ہو اور اس کا مرنا تباہ ہونا خُلق (یعنی مخلوق) کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بددعا کرنے میں حرج نہیں البتہ اگر ظالم کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے کیونکہ ظالم کے خلاف دعا کرنے والا اپنا بدلہ لے لیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: مَنْ دَعَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَهٗ، فَقَدِ انْتَصَرَ ترجمہ: جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بدُعا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔

(ترمذی، 5 / 324، حدیث: 3563)

سیدی امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سُنّی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بددعا نہ چاہیے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے، اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا (یعنی تکلیف) ہے تو اس پر بددعا میں حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 182، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

22 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 5 جنوری 2024ء

ڈکار مارنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ڈکار لینے کا کیا حکم ہے؟

User ID: ارسلان عباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ زور سے ڈکار مارنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ لوگ اس سے گھن کھاتے ہیں حتی الامکان اس کی آواز پست کرنے کی کوشش کی جائے حدیث پاک میں ڈکار مارنے کی مذمت بھی آئی ہے جامع ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈکار لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: اپنی ڈکار کو ہم سے دور رکھو، کیونکہ اس دنیا میں جو لوگ زیادہ سیر ہوتے ہیں وہ قیامت کے دن زیادہ لمبی بھوک والے ہونگے۔

(سنن الترمذي: 2478، صفة القيامة— سنن ابن ماجة: 3350، الأطعمة)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخری 1444ھ/6 جنوری 2024ء

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

User ID:اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کرکٹ تھوڑی دیر کے لیے ورزش و نشاط کے لیے بغیر شرط کے کھیلی جائے، کوئی نماز قضا نہ ہو اور نہ ہی نیکر وغیرہ پہن کر کھیلی جائے تو جائز ہے۔ لیکن سارا دن کھیلتے رہنا اور نمازیں قضا کرنا ہو، نیز جوا ہو یا ٹی وی پر میچ دیکھنا جس میں بے حیائی کے مناظر، میوزک اور دیگر خرافات ہوتی ہیں یہ سب ناجائز ہے۔ فتاویٰ بحر العلوم میں ہے: "کھیل کی غرض سے جو افعال کئے جائیں شریعت میں حرام و ناجائز ہیں۔ بالخصوص آج کل کا کرکٹ کا کھیل جو بے شمار برائیوں کا ذریعہ ہے، اس کھیل کے عادیوں کے پیچھے نماز ضرور مکروہ (تحریمی) ہے، چاہے کھیلنے والے ہوں یا دیکھنے والے ہوں"۔

(فتاویٰ بحر العلوم، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 5، صفحہ 579، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

26 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 9 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

کسی کو قرض کے طور پر زکاۃ دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر ہم کسی کو قرض کہہ کر زکوۃ دے دیں اور وہ قرض ہی سمجھتے ہوئے بعد میں وہ رقم واپس کرے تو کیا وہ رقم لینا درست ہے؟

User ID: Hafiz Mohsin Aziz

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ زکوۃ کی نیت سے شرعی فقیر کو رقم دے دیں اور اگر قرض بھی کہہ کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اب وہ رقم واپس لینا جائز نہیں کہ صدقہ واپس نہیں لیا جاتا۔ مراقی الفلاح شرح متن نور الایضاح میں ہے: لو أعطاه شيئا وسماه هبة أو قرضا ونوى به الزكاة صحت ترجمہ: اگر شرعی فقیر کو کوئی چیز دی اور اسے ھبہ یا قرض کا نام دیا اور اس سے زکوۃ کی نیت کی تو زکوۃ ادا ہو گئی۔

(مراقی الفلاح شرح متن نورالایضاح، جلد1، صفحہ271، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال ہوا کہ: "ایک شخص نے کسی مسکین کو زکوۃ کی نیت سے قرض کہہ کر مال دیا تھا، مدت دراز کے وہ شخص قرض سمجھ کر واپس دینے آیا، اس وقت دینے والا مفلس ہو گیا تھا، ایسی صورت بھی قرض دینے والا اس مال زکوۃ کو کھا سکتا ہے یا کسی دوسرے کو دینا چاہیے حالانکہ اس وقت وہ خود بھی زکوۃ لینے کا مستحق ہے؟" تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: "جب کہ اس نے بہ نیت زکوۃ یہ رقم دی تھی تو اسے واپس لینا جائز نہیں، حدیث میں فرمایا: "ولا تعد فی صدقتك" (یعنی اور اپنا صدقہ واپس نہ لے) اس پر لازم ہے کہ یہ رقم واپس کر دے، اب اگر یہ شخص زکوۃ لینے کا مستحق ہے تو دوسرے کی زکوۃ لے سکتا ہے نہ یہ کہ جو زکوۃ خود دے چکا اس کو واپس لے۔

(فتاوی امجدیہ، جلد1، حصہ1، صفحہ389، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

27 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 10 جنوری 2024ء

برائے ایصالِ ثواب:
چوہدری لال حسین
وزوجہ مرحوم
محمد اکرم مرحوم۔

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا کھڑے ہو کر شلوار پہننے یا بیٹھ کر عمامہ باندھنے سے لاعلاج بیماری ہوتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: محمد عثمان سلطانی

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کوئی عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر عمامہ باندھنا چاہیے اور بیٹھ کر شلوار پہننی چاہیے کیونکہ حدیث مبارکہ میں بیٹھ کر عمامہ باندھنے اور کھڑے ہو کر شلوار پہننے سے لاعلاج بیماری ہونے کی وعید موجود ہے اگرچہ بیٹھ کر عمامہ باندھنا یا کھڑے ہو کر شلوار پہننا بھی جائز ہے گناہ نہیں۔ کشف الالتباس میں منقول ہے: "مَن تَعَمَّمَ قَاعِداً أو تَسَرْوَلَ قَائِماً اِبتَلَاہُ اللہُ تَعَالٰی بِبَلاءٍ لَا دَوَاءَ لَہ" یعنی جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ پاک اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمادے گا کہ جس کی کوئی دوا نہ ہو گی۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ذکر شملہ، صفحہ 39)

حافظ عبد الحق شبیلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "فعلیك ان تتعمم قائما و تتسرول قاعدا" یعنی پس تجھ پر لازم ہے کہ تو کھڑے ہو کر عمامہ باندھے اور بیٹھ کر شلوار پہنے۔

(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی فی سیرتہ ﷺ فی العمامۃ و العذبۃ و التَّلَحِّی، الجزء السابع، صفحہ 443، مطبوعہ القاھرۃ)

مزید فرماتے ہیں کہ شیخ، حافظ الشام، برہان الدین محمد بن یوسف باجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "قلائد العقیان فیما یورث الفقر والنسیان" میں تحریر فرماتے ہیں: "ان التعمم قاعدا و التسرول قائما یورثان الفقر و النسیان" یعنی بے شک بیٹھ کر عمامہ باندھنا اور کھڑے ہو کر شلوار پہننا، یہ دونوں تنگدستی اور نسیان کو پیدا کرتی ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی فی سیرتہ ﷺ فی العمامۃ و العذبۃ و التَّلَحِّی، الجزء السابع، صفحہ 444 مطبوعہ القاھرۃ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

5 رجب المرجب 1444ھ / 18 جنوری 2024ء

1380

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

محمد نبی، احمد نبی، وغیرہ نام رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ محمد نبی نام رکھنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

User ID: آمنہ آیاز

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ محمد نبی، احمد رسول، احمد نبی وغیرہ نام رکھنا ناجائز و حرام ہے۔ امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، اعلیٰ حضرت، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بے شمار درودیں، یہ الفاظِ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں، اُفضل صلوات اللہ و اُجل تسلیمات اللہ علیہ و علی آلہ، دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم، ورنہ خالص کفر ہوتا، مگر صورتِ ادعاء ضرور ہے، اور وُہ بھی یقیناً حرام و محظور ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 648، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرتِ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے، غیر نبی کو نبی کہنا ہر گز ہر گز جائز نہیں ہو سکتا۔

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 608، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 رجب المرجب 1445ھ / 10 فروری 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

ابو تراب، نام رکھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ابو تراب نام رکھنا کیسا ہے؟

User ID: محمد عثمان سلطانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ابو تراب، دوالفاظ "اب "اور "تراب "کا مجموعہ ہے جس کا معنی ہے "مٹی والا "۔ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے اگرچہ کنیت ہے کیونکہ جو عَلم "ام" یا "اب" سے شروع ہو، وہ کنیت کہلاتا ہے لیکن اسے بطور نام رکھنا بھی جائزودرست ہے کنیت کے بطور نام ہونے کے متعلق عمدۃ القاری میں ہے:" کثیر من الأسماء المصدرۃ بالأب أو الأم لم یقصد بھا الکنیۃ، وإنما یقصد بھا إما العلم وإما اللقب ولا یقصد بھا الکنیۃ"ترجمہ :بہت سے نام "اب، ام" سے شروع ہوتے ہیں لیکن ان سے کنیت مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس سے یاتو نام مقصود ہوتا ہے یالقب، اس سے کنیت مراد نہیں ہوتی۔

(عمدۃ القاری، جلد22، صفحہ218، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

5رجب المرجب1444ھ/ 18جنوری2024ء

بوڑھے باپ کے موئے زیر ناف صاف کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میرے والد صاحب بہت ضعیف ہیں کہ اپنے موئے زیر ناف صاف نہیں کر سکتے تو کیا میں ان کے موئے زیر ناف صاف کر سکتا ہوں؟

User ID: عزیر ظہیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے زیرِ ناف بال خود صاف نہ کر سکتا ہو تو ضرورتاً ستر کو دیکھے اور چھوئے بغیر دوسرے سے صاف کروانے کی اجازت ہے لہذا آپ اپنے والد صاحب کے موئے زیر ناف انہیں دو شرائط (ستر کو دیکھے اور چھوئے بغیر) کے ساتھ صاف کر سکتے ہیں۔ فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی عالمگیری، محیط برھانی، بحر الرائق اور البنایۃ شرح الہدایۃ اور ردالمحتار میں ہے: (واللفظ للاول) ''وذکر الفقيه أبو الليث رحمه الله في «فتاواه» في باب الطهارات: قال محمد بن مقاتل الرازي: لا بأس بأن يتولى صاحب الحمام عورة إنسان بيده عند التنوير إذا كان يغض بصره كما أنه لا بأس به إذا كان يداوي جرحاً أو قرحاً، قال الفقيه: وهذا في حالة الضرورة لا في غيرها وينبغي لكل احد ان يتولى عانته بيده اذا تنور'' ترجمہ: اور فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوی میں باب الطہارات میں ذکر فرمایا ہے کہ محمد بن مقاتل رازی نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ حمام والا کسی شخص کی شرمگاہ پر بال صفا پاوڈر اپنے ہاتھ سے لگائے جبکہ اپنی آنکھوں کو بند کرلے جیسا کہ جب کسی زخم یا پھوڑے کا علاج کرنا ہو تو اس صورت میں شرمگاہ کو چھونا جائز ہو جاتا ہے، فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور یہ ضرورت کی حالت میں ہے بغیر ضرورت کے اجازت نہیں اور ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی زیر ناف پر اپنے ہاتھ سے بال صفا پاوڈر لگائے۔

(فتاوی تاتارخانیہ، کتاب الکراھیۃ، الفصل: ما یحل لرجل النظر الیہ، جلد 18، صفحہ 99، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

25 رجب المرجب 1444ھ / 6 فروری 2024ء

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

دینی کتب پر موبائل یا کوئی چیز رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا دینی کتب کے اوپر موبائل فون رکھ سکتے ہیں؟

User ID: آمنہ آیاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ دینی کتاب پر موبائل فون یا کوئی چیز بھی نہیں رکھنی چاہیے یہی ادب ہے حتی کہ کتاب پر قلم وغیرہ بھی رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے حتّٰی کہ قلم دوات۔

(بہار شریعت، 1، حصہ 2، صفحہ 331، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 رجب المرجب 1445ھ / 10 فروری 2024ء

1384

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

غیر مسلم کے جوٹھے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا غیر مسلم کا جوٹھا پاک ہے اور کیا اس کا جوٹھا پی سکتے ہیں؟

User ID: رضا کھٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ غیر مسلم کا جوٹھا اگرچہ پاک ہے لیکن اس کا جوٹھا پینے سے بچنا چاہیے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: سُؤْرُ الْآدَمِيِّ طَاهِرٌ وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْكَافِرُ ترجمہ: آدمی کا جوٹھا پاک ہے اور اس میں جنبی، حائض و نفاس والی عورتیں اور کافر داخل ہیں۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، جلد 1، صفحہ 23، کوئٹہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: آدمی چاہے جنب ہو یا حَیض ونِفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے۔ کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے، مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گِھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 344، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

1 شعبان المعظم 1445ھ / 12 فروری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا داڑھی اور سر کے بالوں کو براؤن کلر لگا سکتے ہیں؟

User ID: یاسر رشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں براؤن رنگ لگا سکتے ہیں کیونکہ سیاہ اور ڈارک براؤن کے علاوہ کوئی بھی رنگ لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ مسلم شریف میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (ایک قسم کا گھاس) کی طرح سفید تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غیروا ھذا بشئ واجتنبوا السواد ترجمہ: اس (سفیدی) کو کسی چیز سے تبدیل کر دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس۔۔الخ باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ۔۔الخ، حدیث 2102)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔

(بہار شریعت، حظر و اباحت کا بیان، زینت کا بیان، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 600، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

1 شعبان المعظم 1445ھ / 12 فروری 2024ء

1386

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں نے منت مانی تھی کہ میری نوکری لگی تو پہلی تنخواہ کا پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دوں گا اب نوکری لگی ہے تو کیا میں یہ منت کے پیسے اپنی بہن کو دے سکتا ہوں؟

User ID: یاسر رشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر آپکی بہن شرعی فقیر ہیں مستحق زکاۃ ہیں تو آپ انہیں یہ منت کے پیسے دے سکتے ہیں بلکہ مستحق زکاۃ بہن بھائی کو زکاۃ یا صدقہ واجبہ دینا افضل ہے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 939، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

1 شعبان المعظم 1445ھ / 12 فروری 2024ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ لیبارٹری ٹیسٹ میں پیشاب یا خون کے سیمپل پر نام لکھنا کیسا ہے؟

User ID: محمد راشد جمالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ وہ بوتل جس میں پیشاب یا خون یا کوئی بھی نجس چیز ہو اس پر نام لکھنا بالخصوص ایسے نام جو بزرگ ہستیوں کے ہیں جیسے عبد اللہ، غلام محمد وغیرہ یہ لکھنا ضرور بے ادبی ہے لہذا نام لکھنے کی اجازت نہیں ہاں اس کی بجائے کوئی نمبر نگ یا کوڈ وغیرہ کا استعمال کیا جائے جس سے ضرورت پوری ہو سکے اور نمبرنگ کوڈ لکھنے میں بے ادبی نہیں کہ عرف میں اسے بے ادبی نہیں سمجھا جاتا اور فقہی قاعدہ ہے کہ ادب و بے ادبی کا معیار عرف پر ہے۔ سیدی امام اہلسنت اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: قرآن مجید اگرچہ دس ۱۰ غلافوں میں ہو پاخانے میں لے جانا بلا شبہ مسلمانوں کی نگاہ میں شنیع اور اُن کے عرف میں بے ادبی ٹھہرے گا اور ادب و توہین کا مدار عرف پر ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 4، صفحہ 609، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 شعبان المعظم 1445ھ/13 فروری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا پینا کیسا ہے؟

User ID: الغازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ اگر غیر مسلموں کے برتنوں کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو تو ایسے برتنوں کو دھوئے بغیر ان میں کھانا پینا مکروہ ہے اور اگر برتنوں کے نجس ہونے کا یقین ہو تو بغیر پاک کیے ایسے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے لہذا ہر حالت میں بچنا چاہیے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: وَيُكْرَهُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ فِي أَوَانِي الْمُشْرِكِينَ قَبْلَ الْغَسْلِ وَمَعَ هَذَا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ فِيهَا قَبْلَ الْغَسْلِ جَازَ وَلَا يَكُونُ آكِلًا وَلَا شَارِبًا حَرَامًا وَهَذَا إذَا لَمْ يَعْلَمْ بِنَجَاسَةِ الْأَوَانِي فَأَمَّا إذَا عَلِمَ فَأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَشْرَبَ وَيَأْكُلَ مِنْهَا قَبْلَ الْغَسْلِ وَلَوْ شَرِبَ أَوْ أَكَلَ كَانَ شَارِبًا وَآكِلًا حَرَامًا

ترجمہ: مشرکین کے برتنوں میں دھونے سے قبل کھانا پینا مکروہ ہے اس کے باوجود اگر کوئی ان برتنوں کو دھونے سے پہلے ان میں کھاتا پیتا ہے تو جائز ہے اور وہ حرام کھانے اور پینے والا نہیں ہوگا یہ تب ہے جب اسے برتنوں کے نجس ہونے کا علم نہ ہو اور اگر اسے برتنوں کے نجس ہونے کا علم ہو تو ان برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں اور اگر وہ ان میں کھاتا یا پیتا ہے تو وہ حرام کھانے اور پینے والا ہوگا۔ (مجموعۃ من المؤلفین، الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الرابع عشر، جلد 5، صفحہ 347، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 شعبان المعظم 1445ھ/13 فروری 2024ء

متفرقات

کعبہ پر پہلی نظر کے وقت دعا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت دعا قبول ہوتی ہے؟

User ID: ظہور قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ کعبہ شریف پر پہلی نظر جب پڑے تو دعا مانگی جائے کہ یہ قبولیت کا وقت ہے۔ سیدی امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب مدعٰی میں پہنچے جہاں کعبہ معظمہ نظر آئے اللہ اکبر یہ عظیم قبول واجابت کا وقت ہے صدق دل سے اپنے اور تمام عزیزوں دوستوں مسلمانوں کے لیے مغفرت وعافیت مانگے، اور فقیر دعائے جامع عرض کرتا ہے درود شریف کی کثرت کرے اور اسے کم از کم تین بار پڑھیں، اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ وَاَنَاعَبْدُکَ اَسْاَلُکَ العَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلِعَبْدِکَ اَحْمَدَ رَضَا اِبْنِ نقی عَلِی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا پھر درود شریف پڑھیں۔ ترجمہ: الٰہی! یہ تیرا گھر ہے او میں تیرا بندہ، الٰہی! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، گناہوں کی معافی اور دین ودینا وآخرت میں ہر بلا سے محفوظی اپنے لیے اور اپنے ماں باپ اور سب مردوں عورتوں اور تیرے حقیر بندے احمد رضا خاں علی کے لیے، الٰہی! اس کی زبردست امداد فرما، آمین!

(فتاوٰی رضویہ، جلد 10، صفحہ 736، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

4 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 18 دسمبر 2023ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میت کو قبر میں کیسے رکھنا چاہیے؟

User ID: سید محمد جنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔۔۔ عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ (حرج) نہیں۔ میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں: بِسۡمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ۔ اور ایک روایت میں بِسۡمِ اللّٰہِ کے بعد وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بھی آیا ہے۔۔۔ میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔۔۔ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (ماخوذ از: بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 849-850، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

17 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 31 دسمبر 2023ء

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جب مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو دل میں وسوسے آتے ہیں کہ لوگ مجھے نیک کہیں اس کوئی علاج بتائیں۔

User ID: محمد اویس صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ جب بھی دل میں ریاکاری کا خیال آئے تو اَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تھو تھو کر دیجئے۔ سورۂ اخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو بھی اس سے گناہ نہ کرا سکے جب تک یہ خود نہ کرے۔ ''سورۃ الناس ''پڑھ لینے سے بھی وسوسے دُور ہوتے ہیں۔ ریاکاری کے اِن دس علاج کی مزید تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل کتاب ''ریاکاری'' کا مطالعہ کیجئے۔

(ماخوذ از: باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ 36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

19 جمادی الاخری 1444ھ / 2 دسمبر 2023ء

1392

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

میت کو کندھا دینے کا سنت طریقہ اور فضیلت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میت کو کندھا دینے کا طریقہ اور فضیلت بتا دیں۔

User ID: ارسلان عباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللھم هدایة الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ میت کو کندھا دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوں گے اور میت کو چالیس قدم کندھا دے کر چلنے کی یہ فضیلت مروی ہے کہ جو میت کو چالیس قدم کندھا دے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی حتمی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ جوہرہ نیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے، ''جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔'' نیز حدیث میں ہے، ''جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔''

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 828، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 6 جنوری 2024ء

1393

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

قبرستان کی جگہ مسجد میں شامل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مسجد و جنازہ گاہ کے درمیان کچھ جگہ قبرستان کی ہے وہاں کوئی قبر نہیں ہے کیا اس جگہ کو مسجد میں شامل کر سکتے ہیں؟

User ID:شیراز حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ قبرستان کی جگہ کو مسجد وغیرہ میں شامل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ تغییر وقف یعنی وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا ہے جو کہ جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ ترجمہ: وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الوقف، الباب الرابع عشر، جلد2، صفحہ 490، دار الکتب، العلمیہ)

سیدی امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وقف کی تبدیلی جائز نہیں، جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہے، اسے بدل کر دوسرے مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں، جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے، یونہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ 457، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

23 جمادی الاخریٰ 1444ھ/6 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گھر سے نکلتے وقت کون سا پاؤں باہر نکالنا چاہیے؟

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہیے۔ چنانچہ فتاوی حدیثیہ میں ہے: "الداخل الی دارہ والخارج منھا ما یقدم من رجلیہ فاجاب بقولہ الذی یتجہ انہ یقدم الیمین فی الدخول والیسری فی الخروج لان ذلک من باب التکریم" ترجمہ: گھر میں داخل ہوتے وقت یا نکلتے وقت کون سا پاؤں پہلے رکھا جائے؟ تو علامہ بن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ نے اس قول کے ذریعے جواب دیا جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ گھر میں داخل ہوے وقت دایاں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھا جائے کہ یہ تعظیم و تکریم کی قبل سے ہے۔

(فتاوی حدیثیہ، صفحہ 153، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 12 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

1395

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا دنیا میں کبھی ڈائنا سور (Dinosaur) کا وجود تھا؟ اگر تھا تو کس زمانے میں تھا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

User ID: اظہر حسین

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ ڈائنا سور کے وجود کا پایا جانا شرعاً بالکل ممکن ہے کیونکہ گزشتہ قوموں میں بڑے بڑے قد کے لوگ گزرے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قد مبارک کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔ اسی طرح بڑے قد کے جانوروں کا پایا جانا بھی ممکن ہے بقیہ اس کا حقیقتاً وجود تھا یا نہیں تو درس نظامی کی درسی کتب میں عنقاء نامی بہت بڑے پرندے کا ذکر موجود ہے البتہ اسے فرضی پرندہ کہا گیا ہے لیکن اس کا پایا جانا ممکن قرار دیا گیا ہے اور سائنسی اعتبار سے ڈائنا سور کا وجود مانا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ انسانوں سے پہلے ان کا وجود تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ انسانی زندگی میں بھی ان کا وجود رہا ہے پھر ان کی نسل ختم ہو گئی اس کی باقیات کو دریافت کرنے کا دعوی بھی کیا گیا ہے بہر حال کسی جانور کی نسل کا ختم ہونا بھی ممکن ہے کئی نسل کے جانور پہلے پائے جاتے تھے اب نہیں ہیں لہذا اس میں بھی کوئی عجیب بات نہیں ہے۔

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 12 جنوری 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گھریلو صدقہ باکس کے پیسے کس کس کام کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور اگر کوئی شخص اپنے گھر میں استعمال کرنا چاہے تو کوئی حرج تو نہیں مثلاً کوئی بھی نیک جائز کام میں استعمال کرنے ہوں۔

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ صدقہ باکس میں موجود رقم اس شخص کی ملکیت پر باقی ہوتے ہیں۔ صدقہ بکس کی رقم کو کسی بھی نیک کام میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس رقم کو اپنی ضروریات میں خرچ کرنا درست نہیں کیونکہ صدقہ بکس میں پیسے صدقہ کرنے کے لیے ڈالے جاتے ہیں اور، صدقے کے لیے متعین کرنے کے بعد انہیں اپنی ضرورت میں خرچ کرنا، صدقہ کرنے کی نیت سے رجوع ہے جو کہ مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ اگر گھریلو بکس میں کئی بالغ افراد کا چندہ ہو تو کوئی ایک اپنی مرضی سے کسی بھی نیک کام میں وہ سارا چندہ نہیں لگا سکتا بلکہ سب سے اجازت لینا ضروری ہے۔ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ایک مسئلے کا جواب دیتے ہوئے صدقے کرنے کی نیت سے رجوع کرنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”تصدق کی نیت سے عدول ہوا، اور یہ مکروہ ہے، لہذا مناسب یہ ہے کہ اسے قربات و فقراء ہی پر صرف کردے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 583، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 12 جنوری 2024ء

امام اعظم کی نگاہ بصیرت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی والدہ نے کسی کام پر ڈالا تھا لیکن امام اعظم نے انہیں دینی تعلیم کی ترغیب دی۔

User ID: اظہر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

ایسا واقعہ کتب میں مذکور ہے۔ حضرت قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہِ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ بچپن میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا، والدہ نے گھر چلانے کے لیے انہیں ایک دھوبی کے پاس بٹھا دیا، ایک بار یہ امامِ اعظم رحمۃ اللہِ علیہ کی مجلس میں جا پہنچے، وہاں کی باتیں انہیں اس قدر پسند آئیں کہ یہ دھوبی کو چھوڑ کر وہیں بیٹھنا شروع ہو گئے۔ والدہ کو جب پتا چلتا وہ انہیں اٹھاتیں اور دھوبی کے پاس لے جاتیں، جب معاملہ بڑھا تو ان کی والدہ نے حضرتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہِ علیہ سے کہا: اس بچے کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں، میں نے اسے دھوبی کے پاس بٹھایا تھا تاکہ کچھ کما کر لا سکے، مگر آپ نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ حضرتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہِ علیہ نے فرمایا: اے خوش بخت! اسے علم کی دولت حاصل کرنے دے وہ دن دُور نہیں جب یہ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ کھائے گا۔ یہ بات سن کر امام ابو یوسف رحمۃ اللہِ علیہ کی والدہ بہت ناراض ہوئیں، کہنے لگیں: (آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں بھلا) ہم جیسے غریب لوگ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ کیسے کھا سکتے ہیں؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ استقامت کے ساتھ علمِ دین حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب عہدۂ قضا ان کے سپرد کر دیا گیا۔ ایک دفعہ خلیفہ نے ان کی دعوت کی، دورانِ دعوت خلیفہ نے باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: اے امام! یہ حلوہ کھائیے، روز روز ایسا حلوہ تیار کروانا ہمارے لئے آسان نہیں۔ یہ سُن کر امام ابو یوسف رحمۃ اللہِ علیہ کو امامِ اعظم رحمۃ اللہِ علیہ کی بات یاد آئی تو وہ مسکرانے لگے، خلیفہ کے استفسار پر فرمایا: میرے استادِ محترم حضرتِ امام اَعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہِ علیہ نے برسوں پہلے میری والدہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا یہ بیٹا باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور فالودہ کھائے گا، آج میرے استادِ محترم کا فرمان پورا ہو گیا۔ پھر انہوں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ خلیفہ کو سنایا تو وہ بہت متعجب ہوئے اور کہا: بے شک علم ضرور فائدہ دیتا اور دِین و دنیا میں بلندی دِلواتا ہے۔

(عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ عشرۃ بعد الثلاثمائۃ، صفحہ: 278۔)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 12 جنوری 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

استغفار کے چند فوائد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ استغفار کے کیا فوائد ہیں؟

User ID: خان جی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

استغفار کے بہت سے فوائد قرآن و حدیث میں مروی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: (1) اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ان اللہ یحب التوابین ترجمہ: اللہ پاک توبہ (استغفار) کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (القرآن پ2، البقرۃ: 222)

(2) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اِستغفار کو لازم کرلے اللہ پاک اس کی تمام مشکلوں میں آسانی، ہر غم سے آزادی اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (ابو داؤد، جلد2، صفحہ122، حدیث:1518)

(3) مجمع البحرین میں ہے: اِستغفار سے دِلوں کا زنگ دور ہوتا ہے۔ (مجمع البحرین، ج 4، ص272، حدیث:4739)

(4) الترغیب والترہیب میں ہے: جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کریم لکھنے والے فرشتوں کو اس کے گناہ بُھلادیتا ہے، اسی طرح اس کے اَعضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بُھلا دیتا ہے اور زمین سے اُس کے نشانات بھی مِٹا ڈالتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ پاک سے ملے گا تو اللہ پاک کی طرف سے اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔

(الترغیب والترھیب، جلد4، صفحہ48، رقم:17)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 رجب المرجب 1444ھ / 15 جنوری 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

1399

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

حلالہ کا شرعی طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ حلالہ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

User ID: عقیدہ توحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر بندہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو اس کے لیے بغیر حلالہ پہلے شوہر سے نکاح جائز نہیں ہوتا حلالہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور سے نکاح صحیح نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس دوسرے شوہر کے طلاق یا مرنے کے بعد عدت مکمل ہونے پر پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فورا بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس پر عدت لازم نہیں۔ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی، تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 230)

بہار شریعت میں ہے: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور سے نکاح صحیح نکاح کرے اور یہ شوہر ثانی اس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت مکمل ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو شوہر اول کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 8، صفحہ 179، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

2 رجب المرجب 1444ھ / 15 جنوری 2024ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ حجامہ کسے کہتے ہیں اور اسلام میں اس کا کیا حکم ہے؟

User ID: نعیم شہزاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

حجامہ سے مراد پچھنے لگوانا ہے احادیث طیبہ میں نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا بغرض علاج بارہا پچھنے لگوانا مروی ہے۔ لیکن فی زمانہ حجامہ کے مختلف طریقے ہیں اب ہر ایک طریقے کو سنت کہنا درست نہیں۔ نیز حجامہ سے علاج کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ ایک پیچیدہ فن ہے جو وہی درست طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے جو اس کام میں مہارت، نیز مختلف طبائع و مواسم و اوقات کی مناسبت کی واقفیت اور متفرق امراض کی نوعیت کے پیش نظر حجامہ کے مناسب اعضا کی شناخت رکھتا ہو لہذا پچھنے لگوانے ہوں تو اس فن کے ماہر سے ہی رجوع کریں۔

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

مولانا انتظار حسین مدنی کشمیری عفی عنہ

29 رجب المرجب 1445ھ / 10 فروری 2024ء